رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی

اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

شرح چندہ سالانہ ۶ روپے فی پرچہ ۲ر

جلد ۲ | ۷ ر ہجرت ۱۳۳۲ ہش ۔ ۲۲ ر شعبان ۱۳۷۲ھ ۔ ۷ رمئی ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۷

سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔ ویسے حضور پر نور مع اہل بیت ربوہ میں خیریت سے ہیں۔

احباب حضور کی صحت و درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

الہامی پیشگوئیوں اور نجومیوں کی پیشگوئیوں میں فرق

"بعض لوگ یہ وہم بھی پیش کرتے ہیں کہ جبکہ ملت بہ امور غیبیہ کے بتانے والے دنیا میں کئی فرقے دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ جو کبھی نہ کبھی اور کچھ نہ کچھ بتلا دیتے ہیں۔ اور بعض اوقات کسی قدر ان کا مقولہ بھی سچ ہو رہتا ہے۔ جیسے منجم۔ طبیب۔ قیافہ دان کاہن۔ رمال۔ جفری۔ فال بین اور بعض بعض مجانین اور حال کے زمانہ میں سمریزم کہ بعض امور ان سے مکشوف رہتے ہیں۔ تو پھر امور غیبیہ الہام کی حقانیت پر کیونکر حجت قاطع ہوں گے۔ اس کے جواب میں سمجھنا چاہیئے کہ تمام فرقے جن کا اوپر ذکر ہوا صرف ظن اور تخمین بلکہ وہم پرستی سے باتیں کرتے ہیں۔ یقینی اور قطعی علم ان کو ہرگز نہیں ہوتا اور نہ ان کا ایسا دعویٰ ہوتا ہے۔ اور بعض حوادث گو نیہ سے جو لوگ اطلاع دیتے ہیں تو ان کی پیشگوئیوں کا ماخذ صرف علامات و اسباب ظنیہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے قطع اور یقین کے درجہ سے مس بھی نہیں کیا ہوتا۔ اور احتمال تلبس اور اشتباہ اور غلط کا ان سے مرتفع نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر ان کی خبریں سراسر بے اصل اور بے بنیاد اور دروغ نکلتی ہیں اور باوصف اس کذب فاش اور خلاف واقعہ نکلنے سے انکی پیشگوئیوں میں عزت اور قبولیت اور منصوبیت اور کامیابی کے انوار نہیں پائے جاتے اور ایسی خبریں بتانے والے اپنی ذاتی حالت میں اکثر افلاس زدہ اور بدنصیب اور بدبخت اور بے عزت اور دون ہمت اور روحی النفس اور ناکام اور نامرادی نظر آتے ہیں۔ اور امور غیبیہ کو اپنی اپنی حسب مراد ہرگز نہیں کرسکتے بلکہ ان کے حالات پر خدا کی قہر کی علامات نمودار ہوتی ہیں۔ اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزت اور نصرت ان کے شامل حال نہیں ہوتی مگر انبیاء اور اولیاء صرف نجومیوں کی طرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ خدا کے کامل فضل اور بزرگ رحمت سے کہ جو ہر دم ان کے شامل حال ہوتی ہے ایسی اعلیٰ پیشگوئیاں بتلاتے ہیں جنمیں انوار قبولیت اور عزت کے آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور جو عزت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ نہ نحوست۔ اور نکبت پر"

(براہین احمدیہ صفحہ ۲۱۷)

سلطان ٹیپو

۴ رمئی ۱۷۹۹ء وہ اہم تاریخ ہے۔ جب شیر میسور سلطان شہید ابو الفتح فتح علی ٹیپو سلطان شہید ہوا۔ سلطان شہید کی ذات میں اہل ملک کے لئے بہت سے سبق اور قابل تقلید نمونے ہیں۔

یہی وہ عظیم المرتبت شخص تھا۔ جس نے انگریزوں کے ملک گیری کے جال کو ہندوستان میں پھیلنے سے تا حیات روکے رکھا۔ اور جو غیر ملکی اقتدار اور غلبہ کے رستہ میں ایک کوہ گراں بن کر کھڑا رہا۔ اور جس نے اپنوں اور بیگانوں کی مخالفت کے باوجود اپنی زندگی میں غیر ملکی تسلط کو ملک میں قائم نہ ہونے دیا۔

یہی وہ بادشاہ تھا۔ جس کی شہادت کے وقت اس کی لاش پر کھڑے ہو کر جنرل ہارس کمانڈر انچیف افواج انگریزی نے بلند آواز سے پکارا

"آج ہندوستان ہمارا ہے"

گویا انگریزوں کے ہندوستان پر قابض ہونے کے رستہ میں سب سے بڑی روک سلطان کا وجود تھا۔ اور اس باغیرت اور غیور بادشاہ کی وفات کے بعد انگریزوں نے سمجھ لیا کہ اب ہندوستان کو غلام بنانے میں ان کے سامنے کوئی روک نہیں۔

یہی وہ باغیرت اور اخیار مند بادشاہ تھا جس کو جب حالات کی مجبوری کی وجہ سے ۱۷۹۲ء میں غیر ملکی حملہ آوروں سے شکست ہوئی۔ تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ اس شکست کا بدلہ نہ لے گا وہ چارپائی یا پلنگ پر نہ سوئے گا۔ اور اس ناز و نعمت میں پلے ہوئے عظیم المرتبت سلطان ابن سلطان نے اپنے اس عہد کو اپنی وفات تک نبھایا۔ اور سات سال کا لمبا عرصہ زمین پر سو کر گذارا۔

آج ہندوستان میں کتنے ہیں جو اس غیرت اور عزم کا ثبوت دیں۔ اور اسی طرح اپنے آرام اور سہولت کو ملکی اور قومی ترقی کے لئے ترک کریں۔

یہی وہ بادشاہ تھا کہ جب دشمن کی فوج سرنگا پٹم کے قلعہ کے اندر داخل ہو گئی اور اس کے دوستوں اور خیر اندیشوں نے اس سے درخواست کی کہ آپ انگریزوں پر اپنا آپ ظاہر کر دیں۔ وہ آپ سے باعزت سمجھوتہ کریں گے اور آپ کی جان بخشی ہو گی۔ تو اس نے وہ تاریخی کلمات فرمائے جو آج بھی مردہ رگوں میں خون کو گرمانے کے لئے کافی ہیں۔ یعنی:-

"گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی اچھی ہے"

اس عظیم الشان بادشاہ کے متعلق گاندھی جی نے اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں ہندو مسلم اتحاد کا مجسمہ کے عنوان سے کیا خوب لکھا تھا:-

"ہندوؤں سے اس (سلطان ٹیپو) کے تعلقات بہت دوستانہ رہے اس عظیم المرتبت سلطان کا وزیر اعظم ایک ہندو تھا۔ جس کے لئے نہایت شرم سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس غدار نے آزادی کو دغا دے کر دشمنوں کے ہاتھ میں دے دیا۔ . . . .

ٹیپو ایک خود مختار حکمران تھا۔ مگر اسے کبھی اس کا خیال نہیں ہوا۔ کہ ہندو ساہوکاروں کو اس پر مجبور کرے کہ وہ اپنا حساب و کتاب عربی میں رکھیں۔ بخلاف اس کے اس نے خود اپنی قومی زبان میں شنکر اچاریہ کے خط کا جواب دیتے ہوئے تہیہ کی درخواست کی تھی۔ اور اپنے ملک کی بھلائی اور ساری دنیا کی فلاح کی دعا چاہی تھی۔ اور لکھا تھا کہ آپ میسور جلد واپس آجائیں۔ کیونکہ نیکوں کے قدم کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور فصل اچھی ہوتی ہے۔

ٹیپو نے ہندو مندروں کے لئے نہایت فیاضی سے جائدادیں وقف کیں۔ اور خود ٹیپو سلطان کے محلوں کے گرد و پیش سری رنگنا رامنا۔ سری نواس اور شری رنگنا تھ کے مندروں کی موجودگی سلطان کی وسیع النظری اور رواداری کا ثبوت ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہید ملت سلطان شہید جس سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں بن سکتا۔ اپنی عبادت اللہ میں مندروں کی پوجا کی گھنٹیوں سے پریشان نہ ہوتا تھا"

(منقول از تاریخ سلطنت خداداد میسور)

اہل ملک کو ترقی کے لئے آج بھی اسی عزم۔ غیرت۔ قربانی۔ رواداری اور خیر سگالی کے جذبات کی ضرورت ہے۔ جو سلطان شہید میں پائے جاتے تھے۔

وہ فرقہ پرست اہل ملک جو آج بات بات میں مسلمانان ہند کو بدیشی، ملک کے بدخواہ اور اس کی غلامی کا موجب کہتے رہتے ہیں۔ خدا کے لئے اس فرزند اسلام سلطان کے حالات پر غور فرمائیں۔ اور مسلمانوں پر جو حب الوطن من الایمان یعنی وطن کی محبت ایمان کا ایک حصہ ہے کے حکم پر یقین رکھتے ہیں کو خواہ مخواہ بیجا الزام نہ دیں۔ درحقیقت جب سے مسلمانوں کی حکومت ہندوستان میں کمزور ہو گئی اسی وقت سے بدیشی حکمران یعنی انگریز وغیرہ ہمارے ملک پر مسلط ہوئے اور ہماری غلامی کی زنجیریں مضبوط سے مضبوط تر ہوتی گئیں۔ اب خدا کے فضل سے ہم غیر ملکی حکومت کے جوئے سے آزاد ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم اندرونی اختلافات اور عدم رواداری کے طریقوں کو چھوڑ کر اتحاد و یگانگت سے ملک کی ترقی و سربلندی کیلئے کوشش کریں تاکہ ہماری آزادی برقرار اور پائندہ رہے۔

بھائی عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ

یہ مبارک ماہ صیام جس میں قرآن مجید کا نزول ہونا شروع ہوا۔ خدا چاہے تو چند روز میں برکات اور انعامات الٰہیہ کے حصول کے عام اوزاذا "ثلاث عبادی عنی فانی قریب" کے ساتھ آموجود ہوگا۔ ان مبارک دنوں میں قادیان دارالامان کی مسجد اقصیٰ میں علمائے کرام سلسلہ عالیہ احمدیہ درس قرآن دیں گے۔ عاشقان قرآن قادیان آئیں اور اس مائدۂ آسمانی روحانیت کی غذا حاصل کریں۔ وہ جماعت جس کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن پاک کے حسن و کمال کو دیکھ کر عاشقانہ رنگ میں فرمایا ہے۔

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
"قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے"

اس جماعت کے ہر فرد کا یہ فرض ہے کہ قرآن عظیم کے معانی و مطالب سے پوری طرح واقف ہو۔ جب کہ پہلے سے دستور چلا ہے۔ امسال بھی رمضان میں قرآن کریم کے پورے تیس پاروں کا انشاء اللہ تعالیٰ درس دیا جائے گا۔

"ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔"

تراویح اور قیام اللیل کا بھی ہر ایک مسجد میں انتظام کیا گیا ہے۔

"ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃً لک۔"

شعائر اللہ یعنی بیت الدعا۔ بیت الذکر اور بیت الفکر کے ابواب مقدسہ بھی ہر مضطر کو دعا اور ذکر الٰہی کی دعوت دے رہے ہیں۔ احباب جماعت رمضان المبارک کے لیل و نہار یہاں گذاریں اور دارین کے برکات حاصل کریں اور خصوصیت سے اپنے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام دعاؤں کو قبول فرمائے اور تمام مرادات اور مقاصد عالیہ کو پورا کرے اور ہر حال میں آپ کا۔ آپ کے اہل بیت کا۔ آپ کے تمام اعوان و انصار کا حامی و ناصر ہو۔

جماعت احمدیہ اس وقت جس دور سے گذر رہی ہے۔ اس کے گوناگوں مشکلات اور اس کے اثرات کا صحیح اور ہمہ گیر احساس ہمیں نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ اور صحیح احساس تو اسی مقدس ہستی کو ہو سکتا ہے۔ اور ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اولوالعزم فرمایا ہے۔

آؤ ہم سب مل کر اس اولوالعزم بندے کی اس مشکل میں مدد کریں۔ اس ماہ صیام میں فدائے اسلام یا الفاظ دیگر فدائے احمدیت جو کہ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کا وعدہ کرنے والا ہے اس کے حضور اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کو راضی کر کے اپنا بنا لیں تاکہ اختتام ماہ کی شام کو جب ہمیں ہلال عید نظر آئے تو اس کی صبح کو عید کرتے ہوئے ہم یہ کہہ سکیں

عید لاقوام لنا عیدان

ہمیں امید ہے کہ ہندوستان کی احمدیہ جماعتوں کے مستطیع احباب حصول برکت اور حصول ثواب کے لئے خود آئیں گے۔ اور اگر انہیں کوئی معذوری ہو گی تو ایسے عاشقان قرآن کریم یہاں آنے کا سامان مہیا کر دیں گے جو یہاں آنے اور درس قرآن میں شریک ہونے کے لئے بیتاب ہیں۔ اور ان کی حالت ہے۔ واَعْیُنُھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ

خاکسار
ناظر تعلیم و تربیت قادیان
—(۲۹-۴-۵۳)—

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ اپریل کی فہرست

جن احباب کی طرف سے ماہ اپریل میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں موصول ہوئی ہیں کی اسم وار فہرست ذیل میں بغرض دعا شائع کی جا رہی ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء

اس فنڈ کی غرض اور اہمیت کے متعلق پیشتر ازیں مختلف اوقات پر بذریعہ اخبار اور انفرادی و جماعتی تحریکات توجہ دلائی جا چکی ہے اور اس فنڈ کے بڑھانے کے متعلق حضرت اقدس کا ارشاد بھی جماعتوں تک پہنچایا جا چکا ہے۔

موجودہ آمد درویشان کے مستقل ماہوار ضروری اخراجات کے مقابل پر بہت کم ہے۔ اور اس میں ابھی بہت زیادہ اضافہ کی ضرورت ہے۔ بہت سے افراد ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے ماہوار وعدے مرکز میں بھجوائے تھے۔ مگر ان کی طرف سے ادائیگی میں باقاعدگی اختیار نہیں کی جا رہی ایسے احباب کو چاہیئے کہ اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف فوری متوجہ ہوں۔ اور جو دوست تا حال کسی وجہ سے وعدہ نہ کر سکے ہوں وہ اپنے وعدے بھجوائیں۔ اور ایسے افراد جو اپنے حالات کے مطابق ہر ماہ ادائیگی سے معذور ہوں ان کو چاہیئے کہ وقتاً فوقتاً بالمقطع اس فنڈ میں کچھ نہ کچھ رقم ادا کر کے اس تحریک کے ثواب میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

فہرست وصولی درویش فنڈ ماہ اپریل ۱۹۵۳ء

نمبر شمار	نام معطی	رقم
۱	جماعت احمدیہ جمشید پور (بلا تفصیل)	۔ — ۱۰ — ۱ روپے
۲	جماعت احمدیہ حیدر آباد (بلا تفصیل)	۔ — ۴ — ۱۷ ″
۳	مکرم فیاض الدین صاحب جماعت احمدیہ کیرنگ	۔ — ۔ — ۱ ″
۴	″ قطب الدین صاحب جماعت احمدیہ کنڈاپاڑہ	۔ — ۔ — ۵ ″
۵	″ بدر الدین صاحب ″ ″	۔ — ۔ — ۱۰ ″
۶	″ سید محمد حسین صاحب جماعت احمدیہ سدانند پور	۔ — ۔ — ۲ ″
۷	″ فیاض الدین صاحب ″ ″ کیرنگ	۔ — ۔ — ۱ ″
۸	از افراد جماعت احمدیہ حیدر آباد (بلا تفصیل)	۲۴ ″
۹	از لجنہ اماء اللہ ″ ″ ″	۔ — ۱۰ — ۴۵ ″
۱۰	داری خالصاحب ″ ″ ″	۔ — ۔ — ۲ ″
۱۱	مکرم مرزا محمود احمد صاحب درویش قادیان	۔ — ۔ — ۲۵ ″
۱۲	مکرم شیخ شکیل احمد صاحب جماعت احمدیہ پٹنہ	۔ — ۔ — ۱ ″
۱۳	″ احمد حسین صاحب وکیل شوراپور	۔ — ۔ — ۱۵ ″
۱۴	″ عبد السبحان صاحب جماعت احمدیہ رائچور	۔ — ۔ — ۳ ″
۱۵	″ مرزا عطاء الرحمٰن صاحب مشرقی افریقہ	۔ — ۔ — ۲ ″
۱۶	منجانب احمدی اینڈ کو شاہجہانپور	۔ — ۔ — ۵۰ ″
۱۷	مکرم محمد صادق صاحب جماعت احمدیہ کرڈاپلی	۔ — ۔ — ۱ ″
۱۸	از محمد اسمٰعیل صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد	۔ — ۔ — ۱۷ ″
۱۹	از لجنہ اماء اللہ ″ ″ (بلا تفصیل)	۔ — ۴ — ۳۳ ″
۲۰	مکرم محمود حسن صاحب کمپونڈر جماعت احمدیہ دہلی	۔ — ۔ — ۱۵ ″
۲۱	″ ڈاکٹر محمد سعید صاحب بے پور محمد لطیف صاحب جے پور	۔ — ۔ — ۶۵ ″
۲۲	محترمہ شمس النساء صاحبہ جماعت احمدیہ کلکتہ	۔ — ۴ — ۱ ″
۲۳	ای محمود احمد صاحب مالاباری ″ ″	۔ — ۴ — ۲ ″
۲۴	مکرم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب جماعت احمدیہ سکندر آباد	
۲۵	″ سیٹھ فاضل الدین صاحب ″ ″ ″	۔ — ۔ — ۲۴۰ ″
۲۶	″ سیٹھ علی محمد صاحب الہ دین صاحب ″ ″ ″	
۲۷	″ سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب ″ ″ ″	
۲۸	″ سید حسین صاحب کاچی گوڑا ″ ″ ″	۔ — ۔ — ۴۳ ″
۲۹	″ غلام قادر صاحب شرق ″ ″ ″	۔ — ۱۲ — ۱ ″
۳۰	بیگم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب ″ ″ ″	۔ — ۔ — ۷ سکہ عثمانیہ
۳۱	صداقت بیگم صاحبہ اہلیہ مسیح الدین ″ ″ ″	۔ — ۔ — ۱ ″
۳۲	محترمہ لیلیٰ بیگم صاحبہ اہلیہ فاضل کرم علی صاحب سکندر آباد	۔ — ۔ — ۱ سکہ عثمانیہ
۳۳	″ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ فاضل الدین صاحب ″ ″	۔ — ۔ — ۲ ″
۳۴	″ محترمہ علیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام حسین کرم علی صاحب ″	۔ — ۔ — ۱ ″
۳۵	″ فیض النساء بیگم صاحبہ اہلیہ علی محمد صاحب الہ دین صاحب ″	۔ — ۔ — ۳ ″
۳۶	″ عائشہ سلطانہ صاحبہ اہلیہ یوسف احمد الہ دین صاحب ″	۔ — ۔ — ″ ″
۳۷	″ صاحب بی بی صاحبہ والدہ صاحب اکبر علی صاحب ″	۔ — ۔ — ۳ ″
۳۸	″ لاڈلی بیگم صاحبہ اہلیہ سید حسین صاحب کاچی گوڑا ″	۔ — ۔ — ۳ ″
۳۹	″ سفینہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام قادر صاحب شرق ″	۔ — ۔ — ۲ ″
۴۰	″ عظیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ جی نذیا احمد صاحب ″	۔ — ۔ — ۳ ″
۴۱	از معین الدین صاحب جماعت احمدیہ کیرنگ	۔ — ۔ — ۱ سکہ ہند

خطبہ جمعہ

اگر انسان اپنے ہر کام کے شروع میں سوچ سمجھ کر بسم اللہ پڑھے

تو

اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی اور غیر معمولی علوم حاصل ہوں گے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ر اپریل ۱۹۵۳ء

تشہد و تعوذ اور تلاوت کے بعد فرمایا:

مجھے پچھلے دنوں سے

نقرس کے درد

کی تکلیف رہی ہے اسی وجہ سے گذشتہ جمعہ میں بھی میں نہیں آسکا۔ اب عام دورہ میں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی افاقہ ہے اور پاؤں میں جو ورم ہو گیا تھا۔ اس میں بھی کمی ہے۔ لیکن ابھی سہارے کے بغیر سیڑھیاں اترنا میرے لئے ممکن نہیں۔ اب بھی میں آدمیوں کے سہارے آیا ہوں۔ تو پاؤں میں درد شروع ہو گیا ہے۔ ہموار سطح ہو تو اس پر تکلف کے بغیر چلا جاتا ہے۔ اور وہاں ایسی صورت میں کہ پاؤں میں درد ہوتی نہیں اس لئے میں اختصار کے ساتھ ہی خطبہ بیان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے قرآن کریم نازل فرمایا ہے۔ اور

قرآن کریم کا نزول

اس ترتیب سے نہیں تھا جس ترتیب سے وہ اب ہمارے سامنے ہے۔ مثلاً کثرت سے روایات آتی ہیں۔ اور تمام محدث اور مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ پہلی آیت جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ اقرأ باسم ربک الذی خلق کی تھی۔ حالانکہ موجودہ قرآن میں وہ سب سے آخری پارہ میں ہے۔ اور آخری پارہ کے بھی آخری حصہ میں ہے۔ اب کجا سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت اور کجا قرآن کریم کے سب سے آخری پارہ میں اور آخری پارہ کے بھی آخری حصہ میں اس کا رکھا جانا یہ بتاتا ہے کہ الٰہی حکمت کے ماتحت قرآن کریم کے

نزول کی دو ترتیبیں

اختیار کی گئیں۔ ایک ترتیب وہ تھی جو ابتدائی مسلمانوں کے لحاظ سے ان کی ضرورت کے مناسب حال تھی۔ اور ایک ترتیب وہ تھی جو آئندہ آنے والے مسلمانوں کے لحاظ سے جب قرآن مکمل ہو چکا تھا۔ مناسب حال تھی۔ اس کی دنیوی مثال یوں سمجھ لو۔ کہ جیسے کھانا پکانے کے لئے باورچی کام شروع کرتے ہیں۔ تو بعض دفعہ کھانے کی ترتیب کے لحاظ سے ایک چیز بعد میں آتی ہے۔ لیکن پکانے کے لحاظ سے باورچی اسکو پہلے پکاتا ہے۔ اور کوئی چیز کھانے میں پہلے آتی ہے۔ لیکن وہ اس کو بعد میں پکاتا ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ چیز جو پہلے کھانی تھی تم نے بعد میں کیوں پکائی۔ تو وہ جواب دے گا کہ یہ کھانی بے شک پہلے تھی۔ لیکن اس کے پکانے میں پندرہ منٹ لگتے ہیں۔ اگر اسے پہلے ہی پکا لیا جاتا تو اس وقت تک یہ خراب اور باسی ہو جاتی۔ اور جو چیز بعد میں کھانی تھی بے شک وہ کھانی بعد میں تھی۔ مگر اس کے پکانے میں اڑھائی تین گھنٹے لگتے ہیں۔ اگر اس کو پہلے نہ پکایا جاتا۔ تو یہ بھی نہ پکتی پس اس کی ترتیب

حکمت کے ماتحت

ہوتی ہے۔ پکانے کی اور ترتیب ہوتی ہے۔ اور کھانے کی اور ترتیب ہوتی ہے۔ جب وہ پکاتا ہے تو اس امر کو نہیں دیکھتا کہ پہلے کون سی چیز کھانی ہے۔ بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ جلدی کونسی چیز پکے گی اور دیر سے کون سی چیز پکے گی۔ جو جلدی پک جاتی ہے اور جو دیر میں پکتی ہے وہ اسے بعد میں تیار کرتا ہے اور جو دیر میں پکتی ہے اسے وہ پہلے تیار کرنا شروع کرتا ہے۔ جو چیز دیر میں پکتی ہے۔ اگر وہ اسے دیر سے چڑھائے گا۔ تو کھانے کے وقت وہ چیز کچی ہوگی۔ پس دیر سے پکنے والی چیز کو وہ پہلے رکھے گا۔ خواہ وہ آخر میں کھائی جانے والی ہو۔ اور جلدی پکنے والی چیز کو بعد میں تیار کرے گا۔ خواہ وہ پہلے کھائی جانے والی ہو۔

یہ مثال

میں نے اس غرض کے لئے دی ہے کہ بعض چیزوں کی استعمال میں اور ترتیب ہوتی ہے۔ اور ان کی تیاری میں اور ترتیب ہوتی ہے۔ یہی طریق دنیا کے ہر کام میں چلتا ہے۔ حکومتیں فوجیں تیار کرتی ہیں

ملک کی تنظیم

کرتی ہیں۔ لوگوں کو تعلیم دلاتی ہیں۔ ان کو مختلف فنون سکھاتی ہیں۔ تو بعض لوگ جنہوں نے پیچھے کام کرنا ہوتا ہے۔ ان کی تیاری پہلے شروع کر دیتی ہیں۔ اور بعض جنہوں نے پہلے کام کرنا ہوتا ہے۔ ان کی تیاری بعد میں ہوتی ہے۔ مثلاً کسی

کام کی ٹریننگ

چھ ماہ میں مکمل ہو جاتی ہے۔ اور کسی کام کی ٹریننگ میں چار سال صرف ہوتے ہیں۔ اب خواہ ایک ہی وقت میں کام شروع ہونے والے ہوں۔ تب بھی چار سال والے کی ٹریننگ پہلے رکھی جائے گی۔ اور چھ ماہ والے کی بعد میں مثلاً

عمارتیں اور پل

بنانے میں دیر لگتی ہے۔ ان کو پہلے بنایا جائے گا اور ریل کی سڑکیں جو جلدی جلدی تیار کر لی جاتی ہیں ان کو بعد میں رکھا جائے گا۔ فوجیں بعض دفعہ دس دس بیس بیس میل لمبی لائن ایک دن میں بچھا دیتی ہیں۔ لیکن پل بنانے پر بڑا وقت صرف ہوتا ہے اس لئے پلوں کا انتظام اور رنگ میں ہوگا۔ اور ریلوں کا انتظام اور رنگ میں۔ یہی

قرآن کریم کی ترتیب

کا حال ہے۔ قرآن کریم میں جو مضامین اس وقت کے لحاظ سے ضروری تھے جب وہ نازل ہو رہا تھا ان کو خدا تعالیٰ نے پہلے رکھا۔ کیونکہ اس وقت قرآن کریم ابھی اپنی مکمل صورت میں ان کے سامنے نہیں تھا۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ قرآن کیا ہوتا ہے اسلام کیا ہوتا ہے۔ رسول کیا ہوتا ہے۔ وحی کیا ہوتی ہے۔ الہام کیا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق کیا ہوتا ہے۔ بلکہ انہیں یہ بھی پتہ نہ تھا کہ خدا کیا ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت پہلے ایسے مسائل بیان کئے گئے جو بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔ مگر جب وہ مسائل زیر بحث آ گئے اور پندرہ بیس سال تک وہ لوگ قرآن کریم کی آیات اور اس کی تعلیم سنتے رہے تو اس کے بعد ان کی جو اولاد ہوئی۔ اس نے اپنے ماں باپ سے یہ باتیں سننی شروع کر دیں۔ اور بچپن سے ہی ان کے کان میں یہ ڈالا جانے لگا کہ خدا کیا ہوتا ہے رسول کیا ہوتا ہے۔ الہام کیا ہوتا ہے

اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے کیوں مبعوث فرمایا۔ پس جب وہ بڑے ہوئے تو ان کی ذہنیت اور قسم کی تھی۔ اور ان کے ماں باپ کی ذہنیت اور قسم کی تھی۔ قرآن کریم جب نازل ہوا تو اس وقت قرآن کریم کی بہت سی باتیں لوگوں کے لئے بالکل نئی تھیں۔ لیکن آئندہ اولاد کے لئے وہ باتیں پرانی ہو چکی تھیں۔ مثلاً ایک مسلمان گھر میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو جاہل سے جاہل ماں باپ بھی اپنے بچہ کو یہ ضرور سکھاتے ہیں کہ اگر کوئی تم سے پوچھے کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے تو تم کہو خدا نے لیکن یہی سوال مکہ کے بچے بڑے آدمی سے بھی کیا جاتا۔ تو وہ حیرت میں پڑ جاتا کہ میں اس کا کیا جواب دوں کہ مجھے لات نے پیدا کیا ہے یا منات نے پیدا کیا ہے۔ یا عزیٰ نے پیدا کیا ہے یا ود نے پیدا کیا ہے۔ یا ہبل نے پیدا کیا ہے۔ آخر میں کیا کہوں کہ مجھے کس نے پیدا کیا ہے لیکن ایک مسلمان بچہ کے لئے یہ بالکل معمولی بات ہے۔ اسی طرح

قضاء و قدر کا مسئلہ

ہے اس کے تفصیلی مسائل اور چیز ہیں۔ لیکن ایک مسلمان بچہ کے لئے تقدیر کا سوال بالکل معمولی ہے اور وہ جانتا ہے کہ جو کچھ کرتا ہے خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے پس جہاں تک ایمان کا تعلق ہے۔ یقیناً ہمارا بچہ اس سے زیادہ جانتا ہے جتنا ابوجہل جانتا تھا۔ کیونکہ

ابوجہل یہ بحث کرتا تھا۔ کہ بتاؤ تقدیر کیا ہے۔ اور ہمارا بچہ چاہے جانے یا نہ جانے کہ تقدیر کیا ہوتی ہے۔ بڑی دلیری سے کہتا ہے کہ وہی ہوتا ہے جو خدا کی مرضی ہوتی ہے۔ پس تقدیر پر اس کا ایمان ہوتا ہے تفصیلات سے وہ ناواقف ہو۔ لیکن ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو تو

تقدیر کا لفظ

بھی عجیب لگتا تھا۔ وہ تو یہی سمجھتے تھے۔ کہ سارے کام ہمارے بت کرتے ہیں۔ یا دیوی دیوتا اور جن بھوت اور پریت کام کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ قربہ ڈال کر یا کسی دیوی کے نام پر چڑھا دیا۔ تو سب کام ہو گئے۔ لیکن ہمارا بچہ کہتا ہے کہ سب کام خدا کرتا ہے۔ وہ اپنی ماں کے پاس جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اماں مجھے فلاں چیز دو۔ تو وہ کہتی ہے بیٹا اللہ دے گا۔ تو دے دوں گی۔ اور اس جواب سے اس کی تسلی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک تقدیر ایک یقینی چیز ہے۔ لیکن جب قرآن کریم نازل ہوا۔ اس وقت یہ ایک بڑا پیچیدہ مسئلہ تھا اور لوگ حیران ہوتے تھے۔ کہ قرآن نے یہ کیا بات کہہ دی ہے۔ اسی طرح توحید کو لے لو۔ توحید کے مسئلہ پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ لیکن جب ابتداء میں یہ تعلیم نازل ہوئی۔ تو مکہ کے لوگ حیران ہوتے تھے۔ کہ یہ توحید کیا چیز ہے۔ قرآن کریم میں ان کے خیالات کا عجیب نقشہ کھینچا گیا ہے۔ فرماتا ہے کافر کہتے تھے۔ یہ

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بھی عجیب انسان ہیں۔ کہ انہوں نے سب معبودوں کو کوٹ کاٹ کر ایک بنا دیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک لات اور منات اور عزیٰ وغیرہ کا قیمہ بنا کر ایک خدا بنا دیا گیا تھا۔ ان کے ذہن میں یہ آ ہی نہیں سکتا تھا۔ کہ لات منات اور عزیٰ معبود ہیں ہی نہیں۔ وہ ایک کے یہ معنے سمجھتے تھے کہ ان سب کو ملا کر ایک بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے تھے۔ اجعل الآلهة إلها واحدا ہمارے بہت سے معبود تھے۔ مگر اس نے ان سب کو ایک بنا دیا ہے۔ یہ وہ نہیں کہتے کہ یہ ایک خدا پیش کرتا ہے بلکہ کہتے کہ دنیا کا ایک ہی پیدا کرنے والا ہے بلکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس نے بہت سارے معبودوں کو اکٹھا کر کے ایک بنا دیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک توحید کا پیغام لات منات اور عزیٰ کو کوٹ کاٹ کر ایک کر دینا تھا۔ اور وہ حیران ہوتے تھے۔ کہ یہ کیا تعلیم ہے۔ لیکن آج ہمارا چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی سمجھتا ہے کہ

توحید کیا چیز ہے

کیونکہ وہ لات منات اور عزیٰ کو جانتا ہی نہیں وہ پیدائش سے سمجھتا ہے۔ کہ ایک خدا ہے اور ایک مجھ سے نیچے کے لئے بھی یہ آئی مسئلہ حل شدہ مسئلہ ہے۔ کہ اگر اسے کہو کہ ایک نہیں بلکہ کئی خدا ہیں۔ تو وہ ہنس پڑے گا۔ کہ مجھے بے وقوف بناتے ہو۔ لیکن ابوجہل کے سامنے جب یہ بات پیش کی جاتی تھی کہ خدا ایک ہے۔ تو وہ بھی ہنس پڑتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ مجھے بے وقوف بنایا جا رہا ہے۔ گویا ہمارے بچہ کے نزدیک یہ کہنا کہ ایک سے زیادہ خدا ہیں۔ اسے بیوقوف بنانا ہے۔ اور ابوجہل کے نزدیک یہ کہنا کہ زیادہ معبود نہیں بلکہ ایک ہی معبود ہے۔ اسے بیوقوف بنانا تھا۔ تو بعد میں آنے والوں کے لئے ایک

نئی ترتیب کی ضرورت

پیش آئی ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں پہلے سورہ فاتحہ رکھی۔ پھر سورۂ بقرہ رکھی۔ پھر سورۂ آل عمران رکھی۔ پھر سورۂ نساء رکھی۔ نزول کی ترتیب ان لوگوں کے مطابق تھی۔ جو اس زمانہ میں تھے۔ اور بعد کی ترتیب آنے والی نسلوں کی ضرورت کے مطابق ہے۔ سورہ فاتحہ جو خدا تعالےٰ نے سب سے پہلے رکھی ہے۔ اس کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ کئی لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ بسم اللہ سورۃ کا حصہ ہے بلکہ ہر سورت کا حصہ ہے۔ اور جب ہم کہتے ہیں کہ ہر سورۃ کا حصہ ہے تو اس سے کسی سورۃ کو بھی مستثنیٰ قرار نہیں دیتے ممکن ہے کوئی کہے کہ سورہ توبہ کا تو یہ حصہ نہیں سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ مکمل سورۃ نہیں بلکہ سورۂ انفال کا ایک باب ہے۔ اصل سورۃ سورۃ انفال ہی ہے۔ چونکہ وہ اسی سورۃ کا ایک مستقل بالشان ٹکڑا تھا۔ اسے نمایاں حیثیت دینے کے لئے الگ کر دیا گیا۔ اسی لئے اس پر بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔ کیونکہ درحقیقت وہ کوئی الگ سورۃ نہیں۔ پس بسم اللہ قرآن کریم کی ہر مکمل سورۃ کا حصہ ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ نے بنی نوع انسان کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ تمام انسانی افعال یا تعلقات خواہ وہ خدا تعالےٰ سے ہوں یا بنی نوع انسان سے ہوں۔ ان میں پہلا واسطہ رحمانیت سے ہوتا ہے رحمانیت خدا تعالےٰ کی وہ صفت ہے۔ جس میں بغیر کسی کام اور استحقاق کے چیز مل جاتی ہے وہ چیز کسی نماز کے بدلہ میں نہیں ملتی۔ کسی روزہ کے بدلہ میں نہیں ملتی۔ کسی حج کے بدلہ میں نہیں ملتی کسی زکوٰۃ کے بدلہ میں نہیں ملتی۔ بلکہ مفت ملتی ہے۔ یہ مفت چیزیں خدا تعالےٰ کی طرف سے بھی ملتی ہیں۔ اور بندوں کی طرف سے بھی ملتی ہیں اور تمام دنیا میں یہ نظام چل رہا ہے۔ مثلاً ماں باپ مرتے ہیں۔ تو بچے کو ورثہ ملتا ہے۔ اب وہ کسی کام کے بدلہ میں نہیں ملتا۔ بلکہ مفت ملتا ہے۔ امیر ماں باپ سے بچہ کو ان کی امارت کے مطابق حصہ مل جاتا ہے اور غریب ماں باپ سے بچہ کو ان کی غربت کے مطابق حصہ مل جاتا ہے۔ مگر بہرحال ملتا ضرور ہے۔ اگر مثلاً امیر ماں باپ ہوں۔ تو بچوں کو پندرہ پندرہ بیس بیس لاکھ مل جائے گا۔ غریب ماں باپ ہوں تو دو دو تین تین سو مل جائے گا۔ اور زیادہ غریب ہوں۔ تو دو دو تین تین روپے مل جائیں گے۔ مگر بہرحال دو ملیں یا دو ہزار ملیں یا اٹھنی ملے۔ جو کچھ ملتا ہے مفت ملتا ہے۔ اسی طرح

اساتذہ پڑھاتے ہیں

بے شک سکولوں کے اساتذہ تنخواہیں لیتے ہیں لیکن مسجدوں میں بیٹھ کر جو لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ وہ بالکل مفت دیتے ہیں۔ اس وقت آپ لوگ خطبہ سن رہے ہیں۔ تو مفت سن رہے ہیں ہم درس دیتے ہیں تو مفت دیتے ہیں۔ اور پھر یہی نہیں کہ تمہاری مرضی ہے چاہے تم جمعہ اور درس میں آؤ یا نہ آؤ بلکہ ہم مجبور کرتے ہیں کہ آؤ اور ہم سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور یہ فائدہ تمہارے کسی کام کے بدلہ میں نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر مسجد میں خدا تعالےٰ کے ایسے کئی بندے بیٹھے ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کو دین کی باتیں سکھاتے ہیں۔ بے شک کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو تنخواہیں لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو لالچی ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے بھی ہوتے ہیں جو بغیر کسی اُجرت کے خدا تعالےٰ کے توکل پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور لوگوں کی خدمت کرتے ہیں اس گرے ہوئے زمانہ میں بھی ہزاروں ایسے آدمی مل جائیں گے۔ جو مساجد میں آکر نماز پڑھا دیں گے قرآن کا ترجمہ سکھا دیں گے۔ موٹے موٹے اسلامی مسائل لوگوں کو بتا دیں گے۔ اور کوئی اجرت نہیں لیں گے۔ گویا دونوں طرف سے رحمانیت چل رہی ہوتی ہے۔ اور اگر پڑھانے والے کچھ مالی فائدہ لے رہے ہوں تو ایک طرف سے رحمانیت اور ایک طرف سے رحیمیت جاری ہوتی ہے۔ پڑھانے والا اس لئے پڑھاتا ہے کہ میں ان لوگوں کو فائدہ پہنچاؤں اور گزارہ دینے والا اس لئے دیتا ہے کہ یہ ہمارے فائدے کا کام کر رہا ہے۔ لیکن ہزاروں لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو ان کاموں کے بدلہ میں کوئی پیسہ نہیں لیتے۔ وہ نمازیں پڑھائیں گے۔ درس دیں گے مسائل اسلامیہ سے آگاہ کریں گے۔ مگر کوئی اُجرت نہیں لیں گے۔ اور یہی لوگ اصلی مومن اور متقی امام ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پیسے لینے جائز ہیں۔ مگر

کامل مومن وہی ہے

جو توکل پر آبیٹھتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ اگر خدا کسی کے دل میں تحریک پیدا کرے گا۔ تو وہ لے آئے گا۔ میں نے نہیں مانگنا یہی اللہ تعالےٰ نے بسم اللہ میں ہمیں تعلیم دی ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے یہ معنے ہیں کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بغیر کسی محنت اور بدلہ کے آپ ہی میں چیزیں عطا کرتا ہے حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جتنی رحمانیت ظاہر ہوتی ہے بندوں کی طرف سے اتنی رحمانیت ظاہر نہیں ہوتی۔ بندوں کی رحمانیت بہت ہی محدود ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی ضرورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو ماں باپ پوری ہی نہیں کر سکتے۔ بچہ اندھا ہو جائے تو ماں باپ اسے آنکھیں نہیں دے سکتے۔ لنگڑا ہو جائے تو ماں باپ اُسے ٹانگ نہیں دے سکتے۔ بہرہ ہو جائے تو ماں باپ اسے کان نہیں دے سکتے۔ لیکن خدا کتنوں کو آنکھیں دے رہا ہے جن کو ان کے ماں باپ نے آنکھیں نہیں دیں۔ جس کے کان نہیں ہیں۔ اس کو اس کے ماں باپ کان نہیں دے سکتے۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ جس کے کان ہیں۔ اسے اس کے ماں باپ نے کان نہیں دیئے۔ بلکہ خدا نے دیئے ہیں۔ یہ بھی سچی بات ہے کہ جو شخص لنگڑا ہے۔ اس کے ماں باپ اسے ٹانگ نہیں دے سکتے مگر ویسی ہی سچی بات یہ بھی ہے کہ جو شخص ہاتھ پیر سلامت لے کر آیا ہے۔ اسے اس کے ماں باپ نے ہاتھ پاؤں نہیں دیئے بلکہ خدا نے دیئے ہیں۔ پس اس کا مقابلہ ماں باپ سے کرنا حماقت اور نادانی کی بات ہے ماں باپ اپنے بچوں کو روٹی کھلاتے ہیں۔ تو بعض ماں باپ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کسی وقت دے دیتے ہیں اور کسی وقت غربت کی وجہ سے نہیں دے سکتے۔ اور پھر ماں باپ اگر بچوں کو

کھانا کھلاتے ہیں

تو ساتھ ہی ان سے کام بھی لیتے ہیں۔ بیشک نوکری اس کا نام نہ رکھیں مگر سب ماں باپ گھروں میں اپنے بچوں سے کام لیتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ تو کوئی کام نہیں لیتا اور دینا چلا جاتا ہے کہتے ہیں راک فیلر اربوں ارب کا مالک ہے۔ مگر وہ

اپنے سارے روپیہ سے

ایک آنکھ تو لے دے۔ اپنے سارے روپیہ سے ایک کان تو لے دے۔ بلکہ آنکھ اور کان تو الگ رہے وہ اپنے سارے روپیہ سے ایک بال بھی نہیں لے سکتا۔ مگر یہ ساری چیزیں خدا نے امیر اور غریب سب کو یکساں دی ہیں۔ ہر ایک کو دو دو آنکھیں تقسیم کر دی ہیں۔ دو دو کان تقسیم کر دیئے ہیں۔ ایک ایک ناک تقسیم کر دیا ہے۔ ایک ایک زبان تقسیم کر دی ہے۔ بتیس بتیس ۳۲ دانت تقسیم کر دیئے ہیں۔ اور کسی سے نہ پیسہ مانگا ہے۔ نہ خدمت لی ہے۔ بلکہ اُلٹا لوگ خدا تعالےٰ کو گالیاں دیتے ہیں پس

حقیقی رحمانیت

خدا تعالےٰ ہی میں پائی جاتی ہے۔ اور یہی سبق بسم اللہ میں دیا گیا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بتایا گیا ہے کہ جب انسان کوئی کام شروع کرے۔ تو سوچے کہ کیا مجھے اس کام کی توفیق تھی۔ مگر خدا مجھے اس کام کی توفیق

شب برأت ۔ اور ۔ آتش بازی

مسلمانوں نے فیج اعوج کے زمانہ کے بداثرات کی وجہ سے بہت سی غیر اسلامی رسموں اور رواجوں کو اختیار کرلیا ہے۔ اور باوجود اقتصادی بدحالی اور مالی پستی کے وہ ان قبیح اور بے ہودہ رسوم پر اپنا لاکھوں روپیہ ضائع کررہے ہیں۔ انہی بد رسوم میں سے شب براءت کے موقعہ پر آتشبازی کی رسم ہے۔ جس پر ہرسال لاکھوں روپیہ مسلمان ضائع کرتے ہیں۔ علاوہ روپیہ کے ضیاع کے اس کے نتیجہ میں کئی دفعہ آتشزدگی کی واردات بھی ہوجاتی ہے۔ اور بسا اوقات دوسرے لوگوں کے ساتھ تنازعہ کی طرح بھی پڑجاتی ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ موجودہ حالات میں جبکہ ہندوستان کے مسلمان چاروں طرف سے مصائب و آلام کا شکار ہیں۔ تجارتیں ان کی برباد ہوچکی ہیں۔ ملازمتوں کے دروازے ان کے لئے بہت حد تک مسدود ہیں۔ جاگیروں اور املاک سے وہ بے دخل ہوچکے ہیں۔ غرضیکہ اقتصادی لحاظ سے وہ انتہائی پستی میں گرچکے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ ان لغو اور بے ہودہ رسموں کو جو نہ صرف غیر اسلامی بلکہ بربادی انگیز بھی ہیں۔ چھوڑنے کا نام نہیں لیتے۔ کاش وہ اس روپے کو کسی تعمیری یا قومی کام میں خرچ کرکے اپنی اور اپنی قوم کی حالت سدھارنے کا باعث بنتے۔

مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی لیڈر اگر اس طرف توجہ دیں۔ اور کم از کم اس سماجی لعنت کو جو آتشبازی کی صورت میں مسلمانوں پر مستولی ہے دور کرنے کے لئے پوری جد و جہد کریں تو یہ برائی دور ہوسکے۔

ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ احمدیہ جماعت نہ صرف اس قسم کی لغو آتشبازی سے بچی ہوئی ہے بلکہ سینما بینی کی مخرب اخلاق عادت سے بھی مجتنب ہے۔ اسی طرح بیاہ شادی کے موقعہ پر اسی قسم کی اور بد رسوم سے اور فضول خرچی سے اپنے آپ کو بچائے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احمدی باوجود غریب اور نادار ہونے کے قومی اور ملی کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے رہے ہیں اور آج یورپ۔ امریکہ اور افریقہ میں انہی کی کوشش اور قربانی سے بہت سی مساجد بن چکی ہیں۔ اور ان میں اذانیں گونج رہی ہیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں عیسائی اور دوسرے غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں خدا تعالیٰ دوسرے مسلمانوں کو بھی

انکھیں کھولے اور ان کی ترقی اور سربلندی کے سامان پیدا فرمائے۔

ہڑتال اور فاقہ کشی

انگریزوں کی بدیشی حکومت کے وقت ملک کے بڑے بڑے سیاسی نیتا اور لیڈر آزادی وطن اور حقوق کو حاصل کرنے کیلئے ہڑتال اور عدم تعاون کی تحریکات میں حصہ لیتے تھے۔ اور بھوک ہڑتال اور مرن برت کے رکھے جانے مزدوری خیال کئے جاتے تھے۔ خود گاندھی جی نے متعدد بار برت رکھے۔ اور ان کے ذریعہ حقوق حاصل کرنے اور آزادی لینے کیلئے جد و جہد کی۔ یہ طریق بدیشی حکومت کے زمانہ میں بے شک ایک حد تک کارگر ثابت ہوا۔ لیکن اس کا افادہ وقتی اور ناپائیدار تھا۔ اور عوام کو اس راہ پر چلانے سے اب اپنی حکومت کو بہت سی مشکلات اور دقتیں پیش آرہی ہیں۔ اور وہ عوام جو بدیشی حکومت کے زمانہ میں حقوق حاصل کرنے کے لئے اسی حربہ کو اختیار کرچکے ہیں۔ اور ملک کے لیڈر اس طریق کو مستحسن قرار دے چکے ہیں۔ اب اس ڈگر کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ان کیلئے ملکی یا بدیشی حکومت میں امتیاز کرنا مشکل ہے۔ وہ تو اپنی مشکلات کا ازالہ چاہتے ہیں اور حق رسی کے متمنی ہیں خواہ وہ کسی طرح ہوسکے۔ اب ملک کے وہی رہنما جو کبھی بھوک ہڑتال اور مرن برت کو آزادی اور حقوق حاصل کرنے کا ایک موثر ذریعہ خیال کرتے تھے۔ اس کی مذمت کررہے ہیں اور اس کو مضحکہ خیز قرار دے رہے ہیں چنانچہ جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم نے ۲۸ اپریل کو بیدگام میں تقریر کرتے ہوئے ہبلی میں حالیہ گڑبڑ کے سلسلہ میں فرمایا:۔

"تمام لوگوں کو خاص طور پر کنڑیوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سیاسی مسائل غنڈہ گردی اور مضحکہ خیز حرکتوں سے حل نہیں ہوسکتے ان کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ فاقہ کشی سے بھی ایسے مسائل حل نہیں ہوسکتے خواہ فاقہ کشی کا مقصد کتنا ہی قابل تعریف کیوں نہ ہو"

(بحوالہ الجمعیۃ مورخہ ۲ رمئی ۱۹۵۳ء)

یہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ احمدیہ جماعت کی اس بارہ میں بھی تعلیم قابل قدر ہے۔ انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں باوجود آزادی کے حامی ہونے کے احمدیوں نے کبھی بھی غیر قانونی کارروائیوں اور بھوک ہڑتال اور مرن برت کے طریق کو اختیار کرنا پسند نہیں کیا بلکہ ہمیشہ دستور کے ماتحت رہ کر آزادی کے حصول کی جد و جہد کرنے کو ترجیح دی۔ اور آج بھی جبکہ ہماری اپنی حکومت قائم ہے اور ہم آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوچکے ہیں۔ ہم فاقہ کشی۔ ہڑتال اور فتنہ و فساد کی ہر ایک تحریک سے بچتے ہیں۔ اور ہمارا یہ طریق اور تعلیم ملک کی ترقی اور تعمیری پروگرام پر عمل کرنے کے لئے بہت ممد ہے۔

خدا کرے ملک میں بسنے والے دوسرے لوگ بھی ان پاکیزہ اصولوں کی قدر کو پہچانیں اور ملک کی ترقی کے لئے تعمیری طریق اختیار کریں۔

بقیہ خطبہ صفحہ ۴

نہ دیتا تو کیا ہی کرسکتا۔ اگر وہ سوچے گا۔ تو اس کی سمجھ میں آجائے گا۔ کہ جو کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کی وجہ سے ہی ہے۔ امیر آدمی روٹی کھاتا ہے تو کس شان سے اس کا دسترخوان بچھایا جاتا ہے۔ کس شان سے نوکر آتے اور کس سلیقہ کے ساتھ کھانے چنتے ہیں۔ اور پھر وہ کس تکبر کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتا اور لقمہ اپنے منہ میں ڈالتا ہے۔ لیکن وہ سوچے کہ اگر خدا رحمٰن نہ ہوتا۔ تو کیا وہ

اس شان کا اظہار

کرسکتا تھا۔ اگر خدا رحمٰن نہ ہوتا۔ جس ہاتھ کو اس نے کھانے کے لئے بڑھایا ہے وہ ہاتھ ہی نہ ہوتا جس منہ میں اس نے لقمہ ڈالا ہے۔ وہ منہ ہی نہ ہوتا۔ جن دانتوں سے اس نے لقمہ توڑا ہے وہ دانت ہی نہ ہوتے۔ جس معدہ میں اس نے غذا ڈالی ہے وہ معدہ ہی نہ ہوتا۔ جو روٹی اس نے کھائی ہے وہ روٹی ہی نہ ہوتی جو چاول اس نے کھائے ہیں۔ وہ چاول ہی نہ ہوتے جو بوٹی اس نے کھائی ہے وہ بوٹی ہی نہ ہوتی۔ یہ ساری چیزیں رحمانیت کے ساتھ ہی تعلق رکھتی ہیں۔ اسی طرح اگر خدا تعالیٰ رحمٰن نہ ہوتا۔ تو وہ بکرے کہاں سے آتے جن کا گوشت انسان کھاتا ہے۔ بیشک بکروں کا پالن بھی ایک بڑا کام ہے مگر

سوال یہ ہے

کہ بکرا یہاں سے آیا چاول کا بونا اور چیز ہے پر چاول آیا کہاں سے گندم کی کاشت بیشک محنت چاہتی ہے۔ لیکن کجا گندم کی کاشت اور کجا گندم کا دانہ مہیا کرنا جس سے ساری دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ پس بسم اللہ میں خدا تعالیٰ نے ہم کو یہ سبق دیا ہے کہ ہر کام کے کرتے وقت یہ سوچ لیا کرو۔ کہ ہم نے کیا کیا ہے اور تم نے کیا کیا ہے جب اس طرح تم غور کروگے تو تمہیں ہماری رحمانیت کا پتہ لگے گا۔ اور تمہارے دل میں ہماری محبت بھی ترقی کریگی۔ ہماشوق بھی بڑھے گا دنیا سے نفرت بھی پیدا ہوگی۔ اور اصل منبع کی طرف توجہ پیدا ہوگی یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کام سے پہلے نیز ذکر

بسم اللہ پڑھ لیا کرو

اسکے معنی یہی ہیں۔ کہ اگر تم بسم اللہ پڑھو۔ اور اس کے مضمون پر غور کرو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ تمہارا غرور اور تکبر سب باطل ہے ایک استاد جو لڑکوں کو پڑھانے لگتا ہے وہ کس تکبر کے ساتھ اپنا بید ہلا رہا ہوتا ہے کہ اگر ذرا بھی کسی نے حرکت کی تو اسے مار مار کر سیدھا کردے گا۔ پھر کس فخر کے ساتھ وہ بورڈ کی طرف بڑھتا ہے اور کس شان سے چاک پکڑ کر اس پر لکھتا ہے اور بظاہر کرتا ہے کہ میں بہت بڑا عالم ہوں۔ حالانکہ اگر وہ غور کرے تو اسے معلوم ہو کہ اس کی اپنی حیثیت کچھ بھی نہیں۔ خدا نے

علم کے کچھ ٹکڑے

اس کے حافظہ میں جمع کردیئے ہیں مگر وہ حافظہ نکال لیا جائے۔ تو وہ ایک پاگل کی حیثیت اختیار کرلے اور بجائے ماسٹر بننے کے پاگل خانہ میں بھجوا دیا جائے لیکن اگر وہ بسم اللہ کہکر کمرہ میں داخل ہو تو اسے پتہ لگے کہ میں پڑھانے نہیں آیا بلکہ خدا پڑھانے آیا ہے یا جب وہ شادی کریگا۔ اور بسم اللہ کے مضمون پر غور کریگا تو اسے معلوم ہوگا کہ مجھے اگر خاوند بننے کی قابلیت دی گئی ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے اور میری بیوی کو اگر بیوی بننے کی قابلیت دی گئی ہے تو وہ بھی خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے دی گئی ہے گویا یہ طرف

اللہ تعالیٰ کا فعل

ہی چل رہا ہے۔ میں تو صرف ایک کھلونا ہوں۔ زمیندار جب اپنی فصل میں جاتا ہے تو کس فخر سے کہتا ہے کہ میری سو ایکڑ زمین ہے میری ہزار ایکڑ زمین ہے لیکن اگر وہ بسم اللہ کہے تو اسے معلوم ہو کہ ایک انچ زمین بھی میرے نہیں بنائی۔ سو ایکڑ ہے تب بھی خدا نے بنائی ہے ہزار ایکڑ ہے تب بھی خدا نے بنائی ہے۔ پھر اگر غور کی جائے پیداوار ہے تو وہ کونسی میں نے بنائی ہے۔ جو بیج ڈالا گیا وہ خدا نے بنایا ہے جس زمین میں بیج ڈالا گیا ہے وہ خدا نے بنائی ہے جو پانی دیا گیا ہے وہ

خدا نے بنایا ہے

پھر بیل جو ہل چلاتے ہیں وہ کب میں نے بنائے ہیں۔ ہل کی لکڑی اور لوہا میں نے کب بنایا ہے۔ غرض اس طرح اگر وہ ایک ایک بات پر غور کریگا تو اسے معلوم ہوگا کہ جو کچھ ہے وہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے میرا تو صرف غرور ہی غرور ہے

غرض انسان اگر اپنے

ہر کام کے شروع میں

سوچ سمجھ کر بسم اللہ پڑھے تو اسے بڑے معمولی علوم حاصل ہوجائیں۔ میں نے ایک طریق تمہیں بتایا ہے اگر اسی طریق پر تم سوچنے لگو۔ تو شام تک بڑے بھاری عالم بن جاؤ۔ اور دوسرے دن اس سے بھی بڑے عالم بن جاؤ۔ جو بھی کام کرنے لگو۔ اس سے پہلے بسم اللہ پڑھو اور پھر سوچو۔ تو تمہیں پتہ لگ جائیگا کہ اس کام میں تمہارا کتنا حصہ ہے اور خدا تعالیٰ کا کتنا حصہ ہے اگر تم اس طرح غور کرنے کی عادت ڈالو تو تین دن کے اندر اندر ہی تم

عالم اسرار آسمانی بن جاؤ گے

اور تمہاری ذہنیت اتنی بلند ہوجائیگی کہ تم [illegible] نہیں رہ گے بلکہ بڑے مفید اور کار[illegible] یہ کتنا واہ کیا گیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک سبق سکھا دیا مگر ہم اپنی بدقسمتی سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہیں رکھتے اور اس طرح بہت سی نیکیوں اور علوم سے محروم رہتے ہیں۔

موجودہ ابتلاء اور ہم

از مکرم خورشید عالم صاحب متعلم بی۔ ایس۔ سی علیگڑھ یونیورسٹی

کبھی کبھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا یہ کلام سننے میں آیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ درندوں کے لئے تو بھٹ ہیں اور پرندوں کے لئے گھونسلے لیکن نسل آدم کے لئے سر چھپانے کی بھی کوئی جگہ نہیں۔ میں یہ سنتا اور سوچتا ہوں کہ کیا یہ کبھی ممکن ہے کہ آدم کی وہ نسل جسے خداوند تعالےٰ نے اشرف المخلوقات کے نام سے یاد کیا ہے۔ وہ اتنی مجبور اور لاچار ہو جائے کہ اسے سر چھپانے کی بھی کوئی جگہ نہ ملے۔ میں ابن آدم سے ساری انسانیت مراد لیتا تھا اور یہی غلطی تھی جو مجھے صحیح نتیجہ پر پہنچنے نہیں دیتی تھی۔ موجودہ ابتلاء نے اس کلام کے سارے معنی واضح کر دیئے اور مجھے پتہ لگا کہ یہاں آدم کی اولاد سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آنیوالے موعود کو پہچان کر اس کی آواز پر لبیک کہا ہے۔ جب اتنی بات معلوم ہوگئی تو پھر میں نے سوچا کہ اللہ کے بندے حقیقت کو اس کے اصلی رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ مبالغہ آرائی یا حاشیہ آرائی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا ہے۔

سر دست ہماری جو حالت ہے اس کے متعلق ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ یقیناً حضرت عیسےٰ نے آج سے دو ہزار سال قبل یہ بات اگر اپنے حواریوں کے متعلق کہی تھی تو ساتھ ہی ساتھ ہمارے متعلق بھی پیشگوئی کر گئے تھے کیوں نہ ہو موجودہ موعود اقوام عالم مثیل عیسےٰ بھی تو ہے۔

ابتلا کا ایک دور تو شاید ختم ہوگیا ہے خوفناک طوفان کی جگہ سکوت نے لے لی ہے اور میں اسے اللہ تعالےٰ کی مہربانی ہی کہوں گا کہ اس نے ایک لمحہ کے لئے ہمیں ایسا سکون عطا کیا ہے اب ہمیں جہاں یہ سوچنا ہے کہ ہم پر ظلم و جبر اور قہر و مصیبت کے کون کون سے پہاڑ ٹوٹے۔ اس نے ہماری جماعتی حیثیت پر کس کس انداز سے ضرب لگائی ہے اور ضرب کی شدت کتنی سخت ہے۔ وہاں ہمیں آئندہ کی دوسرے ابتلاء سے نپٹنے کی تیاری بھی شروع کر دینی چاہیئے۔ ہم میں سے ہر عاقل اور بالغ انسان کو اس حقیقت سے انکار نہ ہوگا۔ کہ ابتلاؤں کا دور ابھی ختم نہیں ہوا ہے۔ ابھی قدرت ہمارا کچھ اور امتحان لے گی۔ قدرت کے اس رویہ کو ہم سخت رویہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس امتحان میں کامیابی کے بعد ملنے والی جس نعمت کا اس نے ذکر کیا ہے۔ وہ اتنی شاندار اور عظیم ہے کہ اس کے مقابلہ میں موجودہ ابتلاء کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ کامیابیاں پھولوں کی سیج پر نہیں ملا کرتی ہیں۔ کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان اپنا مال اپنا وقت الغرض سبھوں کو قربان کرنا ہوتا ہے ہم تو اپنے آپ کو ایک خدائی جماعت کا فرد یقین کرتے ہیں۔ اس لئے ہماری ذمہ داریاں بڑی ہیں اور مقام امتحان بھی بہت ہیں۔ وہ سیاسی پارٹیاں جن کا مقصد محدود و ادنیٰ بہت چھوٹا ہوتا ہے وہ بھی اکثر اوقات اتنی بڑی قربانیاں دیتی ہیں۔ کہ مقابلۃً ہم اپنی موجودہ قربانیوں کو بھی بہت زیادہ اہمیت نہیں دے سکتے

آیئے ہم اور آپ موجودہ حالت کا سنجیدگی سے مطالعہ کریں۔ اپنا مقام پہچانیں اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔ ہماری موجودہ قربانیاں بلاشبہ ہماری حیثیت کے لحاظ سے بہت بڑی ہیں۔ ضرب بہت شدت کی ہے اور اس کا اثر بھی بہت شدید قسم کا ہے۔ لیکن ہمیں منزل کی طرف بلا خوف و خطر بڑھنا ہے۔ زندہ قومیں ان ضربوں سے تلملا تو سکتی ہیں۔ لیکن تباہ نہیں ہو سکتیں۔ ان کے عزم اور ہمت میں کبھی بھی کمزوری نہیں آسکتی۔ مخالفت کے طوفان اٹھتے ہیں۔ لیکن وہ ان کی راہ میں کبھی بھی حائل نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ مسکرا کر وہ پیغام دیتے ہیں کہ ان کا ان کی طرف کوئی گذر نہیں ہے۔ جو کچھ بھی ہوا یا جو کچھ بھی ہو رہا ہے ان کا اثر پڑنا ہم پر لازمی ہے۔ لیکن یاد رکھیئے کہ آپ کے دل زخموں سے چور ہوں اور وہ خون کے آنسو رو رہے ہوں لیکن آپ کے چہروں پر کبھی بھی گھبراہٹ اور پریشانی نہ ہونی چاہیئے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ ہمارا دل بھی اطمینان سے رہے لیکن ہم انسان ہیں اور انسان پر حالات کا اثر ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کم از کم ہم یہ امید ضرور کرتے ہیں کہ اپنے چہروں پر سے بشاشت کو مفقود نہ ہونے دیں۔ مخالف سمجھے گا کہ ہم ڈرے ہوئے ہیں۔ اور ہمیں اپنے مستقبل کے بارے میں کوئی امید نہیں ہے۔ جنہیں اپنے مستقبل کی عظمت پر یقین ہوتا ہے۔ وہ کبھی بھی آسانی سے نہیں گھبراتے ہیں میں آپ کو اپنا ایک واقعہ سناؤں گا۔ ہنگامہ کے دنوں میں میں علی گڑھ یونیورسٹی میں تھا۔ جن دنوں ہنگامہ اپنے شباب پر تھا میرے چند دوستوں نے بتایا کہ تم لوگوں پر پاکستان میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ مجھے بھی یہ باتیں معلوم تھیں۔ اور میرا دل بھی غمگین تھا۔ لیکن میں نے اپنے چہرہ پر کسی بھی قسم کا کوئی ایسا نشان ظاہر نہ ہونے دیا جس سے انہیں معلوم ہو کہ میں گھبرایا ہوا ہوں۔ میں نے اطمینان سے جواب دیا کہ خدائی جماعتیں ہمیشہ ایسے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہی ہیں۔ بہرحال بعد میں میں نے ان لوگوں کو آپس میں باتیں کرتے ہوئے پایا کہ یہ لوگ صحیح ہوں یا نہ ہوں لیکن ان میں زندگی کے آثار ہیں اور انہیں اپنے مستقبل کی عظمت پر پورا یقین ہے۔ یہ یقین بلا وجہ پیدا نہیں ہو سکتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ بہت سی معمولی باتیں بھی عوام پر اتنا اثر کرتی ہیں۔ کہ وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہیں کہ ہماری جماعت کوئی معمولی جماعت نہیں ہے اور اس کے افراد کوئی معمولی افراد نہیں ہیں بلکہ یہ ساری مخالفتوں اور شرارتوں کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ عارضی مصیبتیں خواہ کتنی ہی زبردست کیوں نہ ہوں۔ لیکن یہ اپنے مستقبل سے کبھی بھی مایوس نہیں ہوتے۔ ان کے دل نور سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس لئے اتنی تکالیف کے باوجود بھی ان کے چہرے پژمردہ نہیں ہوتے۔ بلکہ ان پر اور بھی نور آجاتا ہے۔ وہ نور جو اس بات کی علامت معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ زیادہ تندہی اور زیادہ ایثار سے منزل کے حصول کے لئے جدوجہد کریں گے۔ اسلئے میں آخر میں دوستوں سے استدعا کروں گا کہ وہ حالات کا غائر نظر سے مطالعہ کریں اور پھر اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے سوچیں کہ انہوں نے آنے والے ابتلاؤں کو برداشت کرنے کے لئے کیا تیاریاں کی ہیں۔ اپنے فرض کو پہچانیں اور اس کو ادا کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو

آمین

رمضان المبارک اور زکوٰۃ و صدقات

رمضان کا مبارک مہینہ عنقریب شروع ہو رہا ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی خاص برکات اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو بہت قریب سے سنکر شرف قبولیت بخشتا ہے۔

جن کو اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرماتا ہے۔ وہ اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے نہ صرف روزے رکھتے ہیں بلکہ قرآن شریف کی باقاعدہ تلاوت کرتے ہیں۔ اور کثرت کے ساتھ صدقات ادا کرتے ہیں

اکثر صاحب نصاب احباب بھی اپنے ذمہ واجب زکوٰۃ کا حساب لگا اس کی ادائیگی اس مبارک مہینہ میں کرتے ہیں تاکہ محتاج اور مستحق بھائیوں کی ضروری امداد بھی اس ماہ میں ہوسکے۔

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے احباب کو متعدد بار بذریعہ اعلانات اور جماعتی تحریکات شرعی مسئلہ سے اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکزی خزانہ میں جمع ہو کر خلیفۂ وقت کی منظوری سے خرچ ہونی چاہئیں۔ اور کسی زکوٰۃ ادا کرنے والے فرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بلا منظوری حضرت اقدس (جو نظارت ہذا کی وساطت سے حاصل کی جاسکتی ہے) اپنے طور پر زکوٰۃ کو تقسیم کرلے۔ پس ایسے صاحب نصاب احباب جن پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو چکی ہو کو چاہیئے۔ کہ وہ جلد زکوٰۃ کی رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائیں۔

اسی طرح صدر صاحبان۔ سکرٹریان مال اور دیگر عہدیداران جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں احباب جماعت کو کثرت سے صدقات کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

اعلان

تمام جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں گذارش ہے کہ عہدیداران جماعتہائے کے انتخابات کی فہرستیں مرکز میں پہنچ رہی ہیں جن میں سے حسب قواعد اور حالات بعض جماعتوں کے عہدیداران کی منظوری بھی دی جا چکی ہے بقیہ کی منظوری کا اعلان بھی عنقریب کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

جب تک نئے عہدیداران کے انتخاب کی منظوری نہ ہو جائے اور نئے عہدیداران اپنے فرائض کا چارج نہ لے لیں پرانے عہدیداران بدستور کام کرتے رہیں۔

جن جماعتوں نے ابھی تک نئے انتخابات نہیں کئے وہ بہت جلد کر کے منظوری کے لئے فہرستیں بھجوائیں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

دعائے مغفرت

میرے خالو نصیر الحق صاحب M.O.E.S. مارگن روڈ مورخہ ۵ اپریل کو بوجہ حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک وفات پاگئے ہیں۔ احباب ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا فرماویں۔

خاکسار

خالد لطیف کراچی بکڈپو فورٹ

منشی فربہ ورر کراچی ۳

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

کارنامے

(۱۱)

گیارہویں نمبر پر آپ کا شاندار علمی کارنامہ بیان کرتا ہوں جس کی تفصیل یہ ہے کہ:-

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے متعلق مسلمانوں عیسائیوں اور یہودیوں کے خیالات مختلف ہیں۔ عام مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ یہود نے حضرت مسیح کی بجائے کسی اور کو صلیب پر لٹکا دیا تھا اور انہیں خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔ یہودی اور عیسائی کہتے ہیں۔ کہ نہیں حضرت مسیح ہی کو صلیب پر لٹکا کر مار دیا گیا تھا۔

آپ نے بادلائل اصل حقیقت کا انکشاف کیا اور بتایا کہ بیشک مسیح ہی کو صلیب پر لٹکایا گیا مگر آپ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ زندہ اُتار لئے گئے۔ اور تین دن تک آپ کے زخموں پر مرہم پٹی کی گئی۔ اور آپ نے ملک شام سے نصیبین کے رستے کشمیر کی طرف لمبا سفر کیا اور آخر ۱۲۰ سال کی عمر میں کشمیر ہی میں فوت ہوئے اور سرینگر محلہ خانیار میں ابھی تک آپ کی قبر موجود ہے۔ آپ نے یہ دلائل خاص اناجیل مقدسہ اور عیسائیوں کی معتبر کتابوں سے دیئے۔

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ سالوں میں جب ہمارے انگلستان کے مشنری نے ان تمام دلائل کو انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے ولایت میں شائع کیا تو سارے انگلستان میں ایک تہلکہ مچ گیا۔

غرضیکہ اُنیس سو سال کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اس واقعہ کی اصل حقیقت کا پتہ لگانا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے۔ بالخصوص جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر سے زندہ اترنے اور پھر نصیبین کے رستے کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے واضح حوالہ جات مسیحی کتب میں اب تک موجود ہیں۔

(۱۲)

سب سے آخر میں بارہویں نمبر پر آپ کے اس کارنامے کا ذکر کیا جاتا ہے جو گویا تمام کارناموں کا خلاصہ اور جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اور ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ثبوت ہے۔

جس کی تفصیل یہ ہے:-

روحانی معلمین دنیا میں بہت بڑا انقلاب پیدا کرنے آتے ہیں۔ وہ لوگوں کی اخلاقی اور روحانی حالتوں کو درست کر دیتے ہیں۔ سو اسی کے موافق آپ نے اپنے اخلاق فاضلہ اور صحبت صالحہ کا ایسا پر تو ڈال کر ان کی ایسی اصلاح کی جس کا اقرار بیگانے بھی کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے پیچھے ایک ایسی جماعت چھوڑی جن کے قلوب یقین و معرفت سے پُر ہیں۔ ان کے دل اطمینان و تسلی سے معمور ہیں۔ وہ غیر کے مال کو دیکھ کر کڑھتے نہیں۔ وہ دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے وہ محنتی ہیں۔ معاملات میں دیانتدار ہیں۔ مظلوم کی فریاد سننے والے اور اپنے ہمسایہ کا ہر طرح خیال رکھنے والے ہیں۔ ہاں اپنے محسن کی قدر کرنے والے اور غرباء کی مدد کرنے والے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد جب غیر معمولی حالات میں گنتی کے چند احمدیوں کو قادیان میں ٹھہرنے کی سعادت نصیب ہوئی تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے ایسی کمزور حالت میں بھی دسمبر ۴۷ء کے جلسہ کے موقعہ پر انہیں یہ پیغام بھیجا۔

" جو لوگ اس وقت ہمارے مکانوں اور ہماری جائیدادوں پر قابض ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ لوگ معذور ہیں۔ وہ لوگ بھی اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں۔ اور ان کو جائیدادوں سے بیدخل کیا گیا ہے گو وہ ہمارے مکانوں اور ہماری جائیدادوں پر جبراً قابض ہوئے ہیں۔ مگر ان کے اس فعل کی ذمہ داری ان پر نہیں بلکہ ان حالات پر ہے جن میں سے ہمارا ملک گزر رہا ہے اس لئے ہم ان کو اپنا مہمان سمجھتے ہیں۔ اور آپ لوگ بھی انہیں اپنا مہمان سمجھیں ان سے بھی اور ان تمام شریف لوگوں سے بھی جنہوں نے ان ایام میں شرافت کا معاملہ کیا ہے۔ محبت اور درگزر کا سلوک کریں۔ اور جو شریر ہیں اور انہوں نے ہمارے احسانوں کو بھلا کر ان فتنے کے ایام میں ڈاکوؤں اور چوروں کا ساتھ دیا آپ لوگ ان کے افعال سے بھی چشم پوشی کریں۔"

اس ارشاد کی تعمیل میں جماعت احمدیہ قادیان نے غیر مسلموں سے حسن سلوک میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور حتی الامکان ان کے ساتھ ملاطفت کا سلوک کرتی رہی۔ اور آئندہ سلوک کرتی رہے گی۔ چنانچہ مسٹر ایچ۔ آر وویرہ نمائندہ خصوصی اخبار سٹیٹسمین مورخہ ۱۶ رنومبر ۱۹۴۸ء کے پرچہ میں تحریر کرتے ہیں:-

" احمدی جو تمام مذاہب کے عزیبوں کے ساتھ برابر کا سلوک کرنے کے قائل ہیں مقامی ہندو اور سکھ یتیموں اور بیواؤں کی امداد کرتے رہے۔ اور اب بھی جبکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی آمدنی کم ہو گئی ہے۔ غیر مسلموں کی ایک تعداد اپنے وظیفے انجمن سے حاصل کر رہی ہے"

بہرحال یہ اُس مقدس وجود کی پاک تعلیم کا نتیجہ اور اُس کا سنہری کارنامہ ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اس کامیابی پر تحدیث بالنعمت کے طور پر فرماتے ہیں:-

" میرے لئے یہ عمل کافی ہے کہ ہزارہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے۔ اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور میں ملفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے خود ایک نشان ہے"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۸)

پھر فرمایا:-

" میں ملفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں جو سچے دل سے میرے پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں۔ اور باتیں سننے کے وقت ایسے روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندگان میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے۔ ہزارہا درجہ اُن کو بہتر خیال کرتا ہوں۔ اور ان کے چہروں پر صحابہؓ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنے فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے ۔۔۔ پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں۔ اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سُناتا مگر دل میں خوش ہوں"۔

(الذکر الحکیم ۴ صفحہ ۱۶/۱۷)

خیر یہ تو آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تعریفی کلمات سنے۔ اب بطور مثال اس بارہ میں دوسروں کے خیالات بھی سُنیں:-

جناب ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرہ بی ایس سی۔ ایم۔ بی بی۔ ایس دہلی اخبار سٹیٹسمین دہلی مورخہ ۱۲ رفروری ۱۹۴۹ء میں لکھتے ہیں:-

" قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا۔ جس نے اپنے گردوپیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں۔

احمدیہ جماعت کا نقطۂ نظر تعمیری اور اُس کا رویہ پابند قانون ہے۔ یہی واحد جماعت ہے جو عدالتی ریکارڈ کی رو سے جُرم سے پاک ثابت ہوتی ہے۔ گزشتہ فرقہ وارانہ فسادات میں بھی احمدیوں نے اپنے ہاتھ قتل و غارت اور لوٹ کھسوٹ سے صاف رکھے۔

یہ سب کچھ ان کے روحانی پیشوا کی عمدہ تعلیم کے بغیر وقوع میں نہیں آسکتا"۔

اور یہی چیز اُس مقدس وجود کا بہت بڑا سنہری کارنامہ ہے کہ وہ دنیا میں اکیلا آیا مگر جب وہ اس جہان سے گیا تو اُن عمدہ خصائل سے آراستہ ایک جماعت اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ جو دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس جماعت کی آئندہ مجموعی ترقی کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

" اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔

وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ۔۔۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴ و ۶۵)

(محمد حنیف بقاپوری)

خانصاحب حضرت مولوی نور محمدؐ صاحب کی یادگار

خان صاحب مولوی نورِ محمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ پراونشل امیر جماعتہائے احمدیہ صوبہ اڑیسہ کی وفات کی اطلاع اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہے۔ ان کے صاحبزادگان کی طرف سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی خدمت میں ان کے کتبہ کے لئے چند اشعار لکھنے کی درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے مندرجہ ذیل اشعار تحریر کر کے ان کو بھجوا دیئے۔ جو بطور تاریخی یادگار کے درج کئے جاتے ہیں۔ محترم خاں صاحبؓ کے سوانح حیات مدوّن کئے جا رہے ہیں جو انشاء اللہ مناسب وقت پر شائع ہوں گے۔ (ایڈیٹر)

یہ جہاں ہے کوچ کا فانی مقام!
جو یہاں آئے کہاں ان کو دوام

چل رہے ہیں تا قیامت قافلے
بج رہا ہے کوسِ رحلت صبح و شام

آہ! کیا سخت تھا منگل کا دن!
رات جس کی موت کا لائی پیام

مولوی صاحب ہمارے محترم
جن کا بے حد تھا دلوں میں احترام

نورِ چشمِ مولوی عبد الوہاب!
نور تھے لیکن محمدؐ کے غلام

فیض سے نورِ محمدؐ ہو گئے!!
نورِ کامل اور گویا ماہِ تمام!

صاحبِ اخلاق با حسنِ خصال!
ذو المکارم والمحاسن و کلام

تھے نجابت اور شرافت کی مثال
صاحبِ جود و کرم مثلِ کرام

صورت و سیرت میں با عزّ و وقار
علم و حلم و رفق میں عالی مقام

تھے معزز افسرِ پولیس بھی!
اور نظر آتے بہ تزک و احتشام

ان کی عزت اور عظمت ہر طرف
اور شہرت تھی بحسنِ انتظام

باوجود اس کے طبیعت منکسر
شانِ درویشی سے دلچسپی مدام

ہر ملا ان سے وہ شیدا ہو گیا
خوش طبع خوش خلق اور شیریں کلام

ملجا و ماوٰی غریبوں کے لئے!
اور فقیروں کے لئے وہ فیضِ عام

تھے کریم النفس اور مہماں نواز
عادتِ مہماں نوازی تھی مدام

"پوری" میں ہم ان کے جب مہماں ہوئے
چار تھے ہم احمدیت کے غلام

وہ دکھایا آپ نے اکرامِ ضیف
یاد ہے اب تک کیا جو اہتمام

چارپائیاں ہم کو دیں اور بسترے
خود زمیں پہ سوئے گھر والے تمام

یہ تو انتہا خاکساری، انکسار

ہم نے کم دیکھا جہاں میں یہ نظام

ظالم ان کے عدل سے مرعوب تھے
رحم سے مظلوم تھے گویا بکام

تھا عجب ان کا اثر حکمت میں
جس طرف پہنچے کیا قائم نظام

خوبیوں سے بن گئے ہر دلعزیز
نیک کاموں سے بنے وہ نیک نام

جب ہوا مرغوب ہر حسنِ عمل
بن گئے محبوب نزدِ خاص و عام

دین اور دنیا کی عزت مل گئی
نیکیوں پہ جب ہوا نیک اختتام

حسبِ فرمانِ نبی عارف ہوئے
جب شناخت کر لیا دیں کا امام

پالیا تھا وقت اس موعود کا
جس کو آں حضرتؐ نے بھیجا تھا سلام

یعنی وہ اسلام کا مہدی مسیح
اور خلیفہ نبی خیر الانام

ہاں بروزِ مصطفےٰ احمد رسول
نائبِ خیر الرسل عالی مقام

مولوی نورِ محمدؐ احمدی
احمدیت پر فدا تھے صبح و شام

باپ ان کے مولوی عبد الوہاب
وہ ہوئے جب احمدی بالاہتمام

باپ بیٹے کی مساعی سے عجب
احمدیت کا ہوا مشہور نام

ان سے چرچا احمدیت کا ہوا
ان سے پھیلا نورِ احمدؐ کا نظام

ان کی تبلیغی مساعی سے ہوا
احمدیت کا اڑیسہ میں قیام

اے خدا تو باپ اور بیٹے کو بخش
اور عطا کر دونوں کو دار السلام

اور ان کی نسل اور اولاد کو
برکتوں سے بخش دے، عالی مقام

اور حوادث سے انہیں محفوظ رکھ
اور ان کو بخش راحت تا مدام

آہ! ایسے مرد مومن چل بسے!
جو رہے دنیا میں نیک اور نیک نام

مولوی نورِ محمدؐ نور تھے!
ہو گئے جن سے منور خاص و عام

مہ نومبر کی اٹھارہ (۱۸) وقتِ شب
بج چکے جب گیارہ آ پہنچا پیام

عیسوی سنہ بیسویں اس کی صدی
سال باون (۵۲ء) جب ہوئے دل مستہام!

سال ہجری کا حساب جمل سے
ہے "دل مغفور کامل والسلام" (۱۳۷۲ھ)

ہے دعا قدسی کی ہو ان کو نصیب
رفعتِ درجات اور جنت مقام

دین و دنیا میں رہیں اہل و عیال
شاد ان کے اور باعزت مدام

کیا قانون اسلام پر قانون روما کا کوئی اثر پڑا؟

مرسلہ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل وکیل ہائیکورٹ یادگیر (دکن)

سوال - قانون روما کا اثر قانون اسلام پر پڑا یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں صرف ایک امکان پیش کیا جاتا ہے کہ

اسلام نے اپنے قانون کی ترقی و تدوین کے آغاز ہی میں ان علاقوں پر قبضہ کر لیا جہاں پہلے رومی یعنی بیزنطینی حکومت تھی۔ اس علاقہ کے ذمیوں کا اور عام طور پر اس علاقے کے رواج سے قرآن و حدیث کے سکوت کے وقت فقہاء کا مسائل اخذ کرنا ممکن ہے۔

اس ایک امکان کے بالمقابل بارہ واقعات ناقابل نظر انداز ہیں؟

(۱) مرجع قانون اسلامی یعنی آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو وہ زبانیں آتی تھیں جن میں قانون روما لکھا ہوا تھا اور نہ آپ کا قیام ان علاقوں میں رہا جہاں وہ قانون رائج تھا۔

۲۔ اسلامی قانون کی بنیاد اولاً اپنی پیدائش گاہ کے رواجوں پر ہونی چاہیئے۔ حجاز میں رومی اثرات کبھی نہیں آئے۔

۳۔ تمام ابتدائی اسلامی مذاہب فقہ حجاز یا عراق یعنی غیر رومی علاقوں میں پیدا ہوئے اور پھلے پھولے بجز واحد استثناء امام اوزاعی کا ہے۔ لیکن ان کا مذہب ان کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔

۴۔ بلاشبہ اموی دور میں دار الخلافہ دمشق کے رومی علاقہ میں تھا لیکن اموی دور میں فقہ سے زیادہ تفسیر، حدیث، تاریخ، طب وغیرہ پر توجہ ہوئی۔ فقہ کے مراکز اموی دور میں بھی کوفہ اور حجاز ہی تھے۔ عباسی دور میں فقہ کی طرف توجہ ہوئی تو دار الخلافہ عراق میں منتقل ہو گیا تھا۔

۵۔ منطق، فلسفہ، جغرافیہ، طب، الٰہیات وغیرہ کے برخلاف فقہ میں کسی زمانہ میں بھی معرب اصطلاحیں نہیں ملتیں۔ بلکہ سب کی سب خالص عربی اصطلاحیں ہیں۔ جو قرآن یا حدیث سے ماخوذ ہیں۔

۶۔ اور علوم کے برخلاف فقہ کی تدوین و ترقی کے زمانے میں قانون کی کسی بیرونی کتاب کے عربی میں ترجمے کا کوئی ذکر نہیں ملتا اور نہ ایسے فقہاء ملتے ہیں جو رومی قانون کی کتابوں کو پڑھنے کے لئے اجنبی زبانوں مثلاً لاطینی، یونانی، یا سریانی سے واقف ہوں۔

۷۔ قریب قریب تمام مشہور فقہاء غیر رومی علاقوں سے پیدا ہوئے۔ حجاز کے بعد سب سے زیادہ ایران اور ترکستان نے فقہا کو پیدا کیا۔ یہاں ایرانی اور ہندی قانون تو پہونچے لیکن رومی اثرات نہیں۔

۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چنگی اور مالگذاری کے قواعد غیر رومی علاقوں سے اخذ کئے تھے۔ جزیہ تک بھی قدیم ایران میں ملتا ہے۔ رومی علاقوں میں نہیں۔ قاضی القضاۃ کا عہدہ بھی ایران میں تھا۔

۹۔ قرآن نے صراحت سے حکم دیا کہ ذمی رعایا کو قانونی اور عدالتی خود مختاری حاصل ہے اس پر عہد نبوی ہی سے عمل شروع ہو گیا اور عثمانلی ترکوں تک باقی رہا۔ اس کا ناگزیر نتیجہ مسلمانوں اور ذمیوں کے نظام ہائے قانون کی ایک دوسرے سے جدائی باہم عمل و رد عمل سے علیحدگی ہی۔

۱۰۔ فتوحات اسلامی کے آغاز ہی پر مسلمانوں نے دفعتاً واحد میں ایرانیوں اور رومیوں دونوں پر ایک ساتھ حملہ کر کے دونوں کو ایک ساتھ زیر کیا تھا۔ یہ کہنا کہ مفتوحوں میں سے صرف رومیوں کا اثر فاتحوں پر پڑا اور اسپین سے چینی ترکستان اور آرمینیا سے سوڈان تک جو دیگر مفتوح اقوام تھیں۔ ان کے رواجات کا اثر نہ پڑا محض ترجیح بلا مرجح ہے

۱۱۔ اسلامی تمدن اور رومی تمدن میں بنیادی فرق بھی بہت ہیں۔ جہاں تک تقابلی سوال ہے۔ عبادات (یعنی توحید۔ نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ) توریثات۔ مالیات۔ قرض و سود وراثت۔ نکاح۔ طلاق۔ نسب۔ خلع۔ غلاموں کی آزادی۔ عدل گستری۔ قانون بین الممالک وغیرہ میں کوئی مماثلت نہیں ملتی۔ لے دے کر کچھ بعض معاملات کا رہ جاتا ہے۔ ان کی ماثلت اسباب کی تلاش سے قطع نظر غیر مماثل اجزا کے وجود سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ قانون اسلامی کے بہت بڑے حصے پر قانون روما کا بالکل اثر نہیں ہے۔

۱۲۔ آغاز اسلام پر قانون روما مشرقی رومی یعنی بیزنطینی سلطنت میں رائج ہی نہ تھا بجز چند صوبہ دار صدر مقاموں کے اور پادریوں نے عدل گستری اور تحکیم و ثالثی اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔ اور مذہبی یا خود غرضانہ وجوہ سے غیر عیسائی رومی قانون سے رجوع کرنا وہ پسند نہ کرتے تھے۔

نتیجہ ان امور بالا کے مد نظر یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ فقہاء نے بیرونی مصادر سے ضرور استفادہ کیا لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قانون اسلام پر قانون روما کا اثر ہے۔ (امام ابو حنیفہ کی تدوین قانون اسلامی ص ۲۲ تا ۲۳)

مختصر روئداد تبلیغی جلسہ جماعت احمدیہ پنکال کٹک اڑیسہ

خدا کے فضل و رحم کے ماتحت مورخہ ۱۶ اپریل ۵۳ء کو جماعت احمدیہ پنکال کے زیر اہتمام ایک تبلیغی جلسہ زیر صدارت بین الفقا صاحب بی۔ اے آنبر انچارج نگر یا سٹیٹ اڑیسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کے انعقاد سے پہلے جناب محمد مکرم علی صاحب سکرٹری جماعت نے اس کو کامیاب بنانے کے لئے بہت دوڑ دھوپ کی۔ جن کی کوشش حقیقتاً قابل تعریف ہے۔ جلسہ کی کارروائی وقت مقررہ سے بعض وجوہات کے سبب قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد شروع ہوئی۔ حاضرین کی تعداد جن میں اکثریت ہندوؤں کی تھی۔ قریباً تین صد کے قریب رہی۔ سب سے پہلے تلاوت قرآن کریم اور اڑیہ نظم خوانی کے بعد محمد مکرم علی صاحب نے اڑیہ زبان میں جلسہ کے انعقاد کا مقصد بیان کیا۔

بعد ازاں پروگرام کے مطابق کارروائی شروع ہوئی۔ اتفاق سے مکرم مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب انسپکٹر بیت المال اپنے دورہ کے موقعہ پر موجود تھے۔ جنہوں نے جماعت کی درخواست کو قبولیت کا شرف عطا کر کے "انسان کی پیدائش کی غرض" پر ایک دلچسپ عام فہم تقریر کی۔ اس کے بعد خاکسار نے "امن عالم" کے موضوع پر ایک تحقیقی مضمون انگریزی میں پڑھا۔ اور بتایا کہ اس وقت قریباً ساری دنیا میں جو بے چینی اور بداamنی سیاسی اور مذہبی طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا علاج صرف اور صرف اسلامی اصول اور اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کے سوا اور کوئی نہیں جس کا تجربہ شاہد ہے۔ پھر مکرم مولوی فضل عمر صاحب مبلغ نے "موجودہ زمانہ کے اوتار کا زمانہ" کے موضوع پر ایک مختصر مگر پُر مغز تقریر کی۔ جس کا اڑیسہ میں محمد عبد الرحمٰن صاحب نے ترجمہ کیا۔ بعد اس کے مکرم مولوی سید صمصام علی صاحب نے اڑیہ زبان میں "موعود کل ادیان کی صداقت" پر ایک دلچسپ اور پُر جوش تقریر کر کے حاضرین کو محظوظ کیا۔ آپ کا انداز بیان دیگر مقررین سے نرالہ تھا اور موثر بھی۔ آخر میں آپ کے فرزند مکرم مولوی سید غلام مہدی صاحب ناصر مبلغ سلسلہ نے حالات زمانہ اور وقت کی موزونیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت ظاہر کر کے ایک مؤثر اڑیہ تقریر کے ساتھ خوش الحانی سے اڑیہ نظم بھی پڑھی۔ اور حق کے قبول کرنے کی دعوت دی۔ اختتامی تقریر صدر صاحب کی تھی جس میں آپ نے مبلغین جماعت احمدیہ کے مساعی کی تعریف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔ اور مختصراً کہا کہ صداقت اسلام اور احمدیت کے متعلق جو معلومات ہم لوگوں کو پہنچا دیا گیا ہے۔ اس لئے ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ جب وقت آئے گا۔ اور نشانات پورے ہوتے سب کو نظر آئیں گے۔ اس وقت دنیا بھی حق بات قبول کرنے پر مجبور ہوگی۔

اس کے بعد دعا ہوئی۔ اور جلسہ رات کے قریباً ۱۰ بجے برخواست ہوا۔ جماعت کی کوشش سے جو مہمانوں کے لئے طعام کا انتظام کیا گیا تھا اسے پیش کیا گیا۔ اس طرح تبلیغی جلسہ خیر و خوبی کے ساتھ انجام پایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

عاجز سید صمصام الدین احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم جماعت احمدیہ پنکال۔
نگریا کٹک اڑیسہ ۱۸/۴/۵۳

درخواست ہائے دعا

حضرت سید محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیگم صاحبہ ایک لمبے عرصے بیمار چلی آتی ہیں۔ اگرچہ اب پہلے سے افاقہ ہے لیکن تا حال پوری صحت نہیں ہوئی۔ احباب حضرت ممدوحہ کی کامل صحت یابی کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ ۲۔ چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔ اے واقف زندگی ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں۔ مرض بار بار عود کرتی رہتی ہے۔ احباب چوہدری صاحب موصوف کے لئے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں۔ ۳۔ عاجز کا بھانجہ عزیزم محی الدین احمد دماغی عارضہ میں مبتلا ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ نیز عاجز کا فرزند بھی ان دنوں بخار اور کھانسی میں مبتلا ہے احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے دردمندانہ درخواست ہے کہ دونوں کی شفایابی کیلئے دعا فرما دیں۔ خاکسار سید محمد شریف احمد سرگودھا۔ ۴۔ عاجز کا عزیز بچہ عبد الوہاب گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان دے رہا ہے احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اس کی کامیابی کیلئے التزام کے ساتھ دعا فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے [illegible]

وصیتیں

نوٹ - وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

ق نمبر ۱۳۰۱۱ منکہ عبدالوحید ولد عبدالغفور صاحب صحابی قوم شیخ انصاری پیشہ دستکاری عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ڈاکخانہ خاص تحصیل امروہہ ضلع مراد آباد صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۵۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائداد کوئی نہیں صرف ۲/- ماہوار آمد ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع کارپرداز مصالح قبرستان کو دیتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے بعد جو بھی جائیداد ثابت ہوگی۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط والسلام العبد عبدالوحید بقلم خود محلہ بب ورن گلی امروہہ ۸/۱۱/۵۴ گواہ شد غلام احمد اعجاز انسپکٹر بیت المال ۸/۱۱/۵۴ گواہ شد محمد عبدالصمد بقلم خود۔ ق نمبر ۱۳۰۱۲ منکہ شاہجہاں بیگم خاتون زوجہ عبدالواحد صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ڈاکخانہ خاص تحصیل خاص ضلع مراد آباد صوبہ یوپی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۱/۵۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد زیور اور مہر کی تین صد روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور میرے مرنے کے بعد جو بھی منقولہ جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی الامتہ نشان انگوٹھا شاہجہاں بیگم خاتون زوجہ عبدالواحد گواہ شد غلام احمد اعجاز انسپکٹر بیت المال ۸/۱۱/۵۴ گواہ شد محمد عبدالصمد بقلم خود صحابی موصی۔ ق نمبر ۱۳۰۸۴ منکہ کنیز فاطمہ بیوہ گلاب خان صاحب مرحوم احمدی قوم ککے زئی پٹھان پیشہ خانہ نشینی عمر ۶۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن مین پوری ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ اترپردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ / مئی ۱۹۵۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ تفصیل جائیداد غیر منقولہ۔ دو عدد مکان پختہ نمبران ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ ہے دکان ایک عدد پختہ واقع محلہ چھپٹی شہر مین پوری خاص جس کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے۔ پورب گلی عام۔ پچھم مکان حسن صاحب مختار۔ اتر سڑک عام۔ دکن مکان اختر صاحب پیشکار۔ جملہ جائیداد مذکورہ کی مکانیت حسب ذیل ہے۔ دکان مشتمل بر کمرہ ایک عدد یہ دکان ۶/ روپے ماہوار کرایہ پر رکھی ہوئی ہے۔ مکان نمبر ۱۰۰۰ بیٹھک۔ بیٹھک کے اوپر بالاخانہ۔ دالان ایک۔ دو عدد یعنی کوٹھڑیاں۔ ایک عدد برآمدہ۔ دو عدد کوٹھڑی ہر دو جانب برآمدہ ایک باورچی خانہ۔ ایک غسلخانہ۔ ایک پاخانہ ایک صحن مکان نمبر ۱۰۰۱ اتر کمرہ ایک عدد۔ پچھم کمرہ ایک عدد۔ پورب گلی صدر دروازہ مع بالاخانہ اوپر ایک عدد۔ پچھم کمرہ کے اتر میں ایک کوٹھری۔ اس جملہ مذکورہ جائیداد کا نقشہ علیحدہ کاغذ پر بنا دیا گیا ہے مکان نمبر ۱۰۰۱ ۴/ روپے ماہوار کرایہ پر اٹھا ہوا ہے۔ اور مکان نمبر ۱۰۰۰ میرے ذاتی تصرف میں ہے یہ کل مکان جائداد جو کرایہ پر بھی رکھی ہوئی ہے میرے ذاتی تصرف میں ہے۔ بلا شرکت غیرے میری ذاتی ملکیت ہے۔ آج مورخہ ۲۴/۵/۵۵ کو یہ کل جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کے سپرد کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد اس جائداد کی کلی طور پر مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اسی طرح مکان میں خانہ داری کا جو سامان ہوگا اس کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ منقولہ۔ طلائی سامان (زیورات) میں سے مندرجہ ذیل چیزیں اس وقت میرے پاس موجود ہیں۔ طلائی کیپ وزنی ۴ ۱/۲ تولہ۔ دو عدد چوڑیاں طلائی وزنی تین تولہ۔ تین نگ کے وزنی تین تولہ۔ بالی کان دو عدد۔ بند دو عدد۔ چاند بالیاں دو عدد۔ ہر سہ اشیاء وزنی چار تولہ نقد روپیہ اس وقت چھ ہزار میری تحویل ہے چونکہ میں اکیلی عورت ہوں۔ میرا خاوند فوت ہو چکا ہے اور کوئی ایسا شخص موجود نہیں جو میرے اخراجات برداشت کر سکے اس لئے میں اپنا گذارہ مندرجہ بالا نقد روپے اور زیورات کے ذریعہ کر رہی ہوں۔ اور آئندہ جب تک میں زندہ ہوں میری گذر اوقات اسی نقد روپیہ اور زیور کے ذریعہ ہوگی۔ میرے مرنے پر جس قدر بھی طلائی سامان نیز نقد روپیہ فاضل بچے اس کے کل کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ یہ وصیت میں نے پورے ہوش و حواس سے لکھی ہے۔ اور مجھ پر کسی قسم کا جبر نہیں کیا گیا۔ یہ وصیت قادیان کے چھپے ہوئے فارم پر لکھ کر ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کے حوالہ کر دی ہے تا عند الضرورت کام آئے۔ بقلم خاکسار بشیر احمد۔ وصیت پڑھ کر سنا دی گئی ۲۴/۵/۵۵۔ الامتہ کنیز فاطمہ بقلم ۲۲/۵/۵۵۔ گواہ شد منظور احمد صابر مبلغ جماعت احمدیہ سکنہ علی پور کھیڑہ محلہ حاردین پوری ۲۴/۵/۵۵ گواہ شد محمد شفیع بقلم خود ساکن علی پور کھیڑہ محلہ حاردین پوری بر مکان مسماۃ کنیز فاطمہ۔ ق نمبر ۱۳۰۹۲ منکہ خدیجہ زوجہ محمد احمد صاحب کٹی قوم ماپڑ پیشہ خانہ داری عمر ۲۲ برس تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ زیورات کانٹے طلائی قیمتی ۶۰/- روپے۔ گلے میں ڈالنے کے لئے ایک چھوٹا سا نام طلائی قیمتی ۳۰ روپے۔ پازیب چاندی قیمتی ۶/ روپے۔ انگوٹھی طلائی ۴/۱۴ روپے کل ۱۰۰/- روپے۔ میرا حق مہر ۲۵۰/ روپے بذمہ خاوند قابل ادا ہے گویا میری اس وقت کل جائداد ۳۵۰/- روپے ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کروں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور میرے ورثاء کو اس وصیت کی پابندی لازمی ہوگی۔ اگر میں کوئی رقم حصہ جائداد میں ادا کروں تو وہ رقم منہا کر لی جائے گی اور بقیہ رقم قابل ادا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس وصیت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ الامتہ خدیجہ موصیہ زوجہ محمد احمد نسیم کارکن شفا خانہ قادیان۔ گواہ شد محمد احمد نسیم خاوند موصیہ ۲۸/۲/۵۲ گواہ شد قریشی محمد شفیع عابد واقف زندگی کارکن نظارت تعلیم و تربیت قادیان وصیت نمبر ۹۲۹۲ ۲۸/۲/۵۲۔ ق نمبر ۱۳۰۹۸ منکہ عبدالستار ولد شیخ محمد تاہر قوم شیخ پیشہ زمینداری تاریخ بیعت تقریباً ۱۹۲۵ء ساکن بیرام پور ڈاکخانہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/ اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ (دسواں حصہ) کی وصیت کرتا ہوں۔ جائداد مع تفصیل

جائداد مع تفصیل	حال قیمت	سالانہ آمد	کیفیت
۱۔ مکان مع جگہ	۲۱۵ روپے	×	مٹی کا بنی ہوئی اس کی چھت بن کی ہوئی ہے
۲۔ زمین غیر آباد ۲ ۱/۴ بیگھا	۱۲۵ ”	۴۰ روپے	یہ حال سن کا آمد ہے
۳۔ زمین آبادی ۷ بیگھا	۱۷۵۰ روپے	۳۲۰ ”	” ”

نوٹ۔ اسی جائداد پر بندہ کا گذارہ ہے۔ نیز یہ جائداد کا سالانہ آمد کسی سال میں زیادہ اور کسی سال میں کم ہوا کرتی ہے۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد یا رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ۔ اراضی دریا مرکھی کے دو طرف وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ اراضی افتادہ دریا مرکھی کے کنارہ میں واقع ہے۔ موضع ابراہیم پور سالانہ آمد کل ۳۶۰/ روپے۔ میں دسواں حصہ وصیت کرتا ہوں۔ العبد موصی بزبان بنگالی عبدالستار۔ گواہ شد بزبان بنگالی محمد ثاقب مقام بیرام پور۔ گواہ شد بزبان انگریزی۔ امین الحق مقام بیرام پور۔

ق نمبر ۱۳۰۹۹ منکہ صابرہ خاتون زوجہ عبدالمطلب بنگالی درویش قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بیرام پور ڈاکخانہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/ اپریل ۱۹۵۵ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ اس کے دسواں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ (۱) مہر تین سو تیرہ روپے (۳۱۳) منقولہ میرے شوہر کے پاس ہے (۲) زمین آبادی ۲ بیگھا غیر منقولہ حال قیمت یا بازاری ریٹ ۶۰۰ روپے سالانہ (حال سن کی آمد) ۴۰ روپے (۳) غیر آباد زمین (ربی) غیر منقولہ ۱/۲ بیگھا حال قیمت یا بازاری ریٹ ۲۷/۸/ روپے سالانہ آمد (حال سن کی آمد) ۱۲ روپے۔ (۴) مکان مع جگہ مٹی کا بنی ہوئی چھت بن سے دو سرد ماں کے حصہ دار ہے۔ اپنا حصہ کا حال قیمت یا بازاری ریٹ ایک سو روپے غیر منقولہ (۵) وظیفہ دفتر دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے (منقولہ) دس روپے۔ سالانہ آمد ایک سو بیس روپے۔ سالانہ آمد کل میزان ۱۹۶/ روپے کا بھی دسواں حصہ وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل خزانہ یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ۔ اراضی مرکھی دریا کے دو طرف وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ اراضی افتادہ دریا مرکھی کے کنارہ میں وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ الامتہ بزبان بنگالی۔ صابرہ خاتون گواہ شد بزبان بنگالی۔ محمد ثاقب بمقام بیرام پور۔ گواہ شد۔ بزبان انگریزی۔ زین الحق بمقام بیرام پور۔

منتخب خبریں

شملہ۔ ۴ رمئی۔ باخبر حلقوں نے انکشاف کیا ہے کہ وزیر اعظم پنڈت نہرو اس ماہ پنجاب کے بعض شہروں کا دورہ کریں گے۔ اور اس کے بعد ملکہ الزبتھ کی تاجپوشی کی رسم میں شرکت کے لئے لندن روانہ ہو جائیں گے۔

لاہور۔ ۴ رمئی گورنر جنرل مسٹر غلام محمد پنجاب کے دورہ پر لاہور آ گئے۔ آپ کے ساتھ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ بھی ہیں جو نجی کام کے لئے آئے ہیں۔ لاہور پہنچنے کے بعد گورنر جنرل نے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے ساتھ شہر کا دورہ کیا۔ اور سر فیروز خاں نون وزیر اعلیٰ کے ہاں کھانا کھایا۔

دھولیہ۔ ۲ رمئی پنڈت جواہر لال نہرو نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جن سنگھ۔ رام راجیہ پریشد۔ اور ہندو مہاسبھا بڑے حسین نام ہیں۔ لیکن ان جماعتوں کے کام اچھے نہیں لوگوں کو فرقہ پرستی اور دوسرے متعصبانہ عقائد سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات کا علم رکھنا چاہیئے اور اس کے مطابق چلنا ضروری ہے۔ اگر لوگ ایسا نہ کریں گے۔ تو ہندوستان سابق کی طرح آئندہ بھی ترقی کی دوڑ میں دوسروں سے پیچھے رہ جائے گا۔

نئی دہلی۔ ۴ رمئی۔ آج پارلیمنٹ نے صنعتوں کو فروغ دینے اور منظم ڈھنگ سے چلانے کے لئے ترمیمی بل کی منظوری دیدی۔ بل سلیکٹ کمیٹی کے ساتھ پیش ہوا تھا۔ اس کی ایک ایک کلاز بحث کی ہوگی۔ بل پر بحث کا جواب دیتے ہوئے صنعت و تجارت کے وزیر شری۔ ٹی۔ ٹی کرشنم چاری نے کہا۔ اگر اس ایکٹ کی زد میں آنے والی صنعتوں کا انتظام ٹھیک ڈھنگ سے چل رہا ہو تو ان پر اس ایکٹ کا استعمال ضروری نہیں۔ لیکن یہ ایکٹ ایک مردہ اور کتابی ایکٹ نہ ہوگا۔ اس کے استعمال کی ضرورت پڑتی ہے یا نہیں اس کا انحصار سرکار کی بجائے صنعت کاروں پر ہے۔

کلکتہ۔ ۴ رمئی برطانوی ہوا بازکمپنی کے کامٹ ہوائی جہاز کے تباہ ہونے کے متعلق مزید تفصیلات موصول ہوئی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے یہ جہاز سنگاپور سے لندن جا رہا تھا کلکتہ سے پرواز کے صرف دس منٹ بعد ہی جہاز کو حادثہ پیش آیا۔ کلکتہ میں بھی اس وقت شدید آندھی۔ چنانچہ جہاز کو فضا میں ہی آگ لگ گئی۔ اور فضا میں ہی اس کے ٹکڑے بکھر گئے۔ چنانچہ جہاز کے پچھلے انجن اور باڈی وغیرہ ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر پائے گئے۔ جہاز میں ۳۷ مسافر اور ۶ جہاز کے عملہ کے افراد سوار تھے۔ سب کے سب حادثہ کی بھینٹ ہو گئے ہیں۔ کل ۱۸ اشخاص کی لاشیں مل گئیں۔ شام کو باقی ۲۵ مرد عورتوں کی لاشیں بھی تلاش کر لی گئی ہیں۔ تلاش کرنے والا عملہ جب پہنچا تو جہاز کے پر اور ڈاک کے تھیلے اس وقت بھی جل رہے تھے۔ جہاز کا انجن ایک فرلانگ پر پایا گیا۔ ارد گرد کے دیہات کے لوگوں کا بیان ہے کہ شام کے ساڑھے پانچ بجے کے قریب خوفناک دھماکے اور انسانی چیخ و پکار کی آوازیں سنیں گئیں۔ کل ۲۰۰ کے قریب پولیس والے ہلاک شدگان کی لاشوں کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ کل دوپہر تک جو اٹھارہ لاشیں ملی تھیں۔ انہیں رات کو ایک ٹھنڈی جگہ رکھا گیا۔ آج صبح ان کا پوسٹ مارٹم کیا جا رہا ہے یہاں جہاز کے ٹکڑے اور سامان پڑا ہے۔ وہاں پولیس کا کڑا پہرہ بٹھا دیا گیا ہے۔ برطانوی ایئر کمپنی نے لندن سے جہاز کے مسافروں کے ناموں کا اعلان کر دیا ہے

سرینگر۔ ۴ رمئی۔ آج شیخ عبداللہ وزیر اعظم جموں کشمیر نے یہاں سے پچاس میل دور ہندواڑہ میں کسانوں کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ڈاکٹر مکرجی اور ان کی فرقہ پرست طاقتیں کشمیری عوام کو نہیں گرا سکتیں۔ کیونکہ انہوں نے فرقہ وارانہ بھائی چارہ اور سیکولرزم کو اپنا آدرش بنا رکھا ہے آپ نے کہا کہ کشمیری عوام چند آدرشوں کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور جن سنگھی لیڈروں پرجا پریشد یا دوسری فرقہ پرست جماعتوں کی دھمکیاں انہیں اس راہ سے نہیں ہٹا سکتیں۔ آپ نے اعلان کیا کہ ہر فرقہ پرستی کے خلاف خواہ ہندوؤں کی ہو خواہ مسلمانوں کی اور خواہ سکھوں کی آخری دم تک لڑوں گا۔ ہند کشمیر تعلقات کو اس مالی یا دیگر امداد کے پیمانے سے نہ ناپا جائے جو بھارت نے کشمیر کو دی ہے۔ بھارت کشمیر میں جن آدرشوں کے تحفظ کے لئے آیا۔ اور وہ آدرش آج بھی کشمیر اور بھارت کے مشترکہ آدرش ہیں۔

بغداد۔ ۲ رمئی۔ آج مشرق وسطیٰ کے دو ممالک کے بادشاہوں کی رسم تاجپوشی ادا کی جا رہی ہے۔ ان میں سے ایک عراق کے نوجوان بادشاہ فیصل دوم ہیں۔ دوسرے اردن کے بادشاہ شاہ حسین ہیں۔ شاہ عراق آج عراقی دستور کے وفادار رہنے کا حلف اٹھائیں گے۔ ان دونوں نوجوان حکمرانوں کو مصر، سعودیہ اور دوسرے ممالک کے سربراہوں کی طرف سے تہنیتی پیغامات موصول ہوئے ہیں۔ دونوں بادشاہوں کی عمر اس وقت ۱۸-۱۸ سال کی ہو گئی ہے۔ شاہ حسین اردن کی پارلیمنٹ میں حلف اٹھانے کے بعد مسجد حسینی میں نماز جمعہ ادا کریں گے

کراچی یکم رمئی۔ ہندوستان میں پاکستان کے سابق ہائی کمشنر اور پاکستان کی نئی کابینہ میں وزیر اطلاعات امور کشمیر مسٹر شعیب قریشی نے آج ہند اور پاکستان کے مابین مفاہمت اور دوستی پر زور دیا اور کہا کہ باہمی تعاون کی پالیسی پر عمل کرنے سے دونوں ملکوں کو فائدہ پہنچے گا

یونائیٹڈ پریس آف انڈیا کے نامہ نگار کو ایک خاص انٹرویو میں انہوں نے بتایا کہ اگر ہند اور پاکستان کے تعلقات بہتر ہو جائیں تو یہ قیام امن کے لئے ایک نیک فال ثابت ہوگا۔ یہ دونوں ایشیا میں جنگی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کی وسیع آبادی اور قدرتی ذرائع سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور ان کی ثقافتی روایات شاندار ہیں۔

پاکستان کی حالیہ وزارتی تبدیلیوں کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر شعیب قریشی نے کہا کہ اس سے پاکستان کی پالیسی پر اس بات کے سوائے اور کوئی اثر نہیں پڑے گا کہ ہند سے تعلقات کو زیادہ بہتر بنایا جائے اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں ملک اس بات کو تسلیم کر لیں کہ وہ سب کی آزادی ایک ناقابل تغیر حقیقت بن چکی ہے۔

آخر میں انہوں نے کہا کہ میں ہند کی بھلائی کا خواہشمند ہوں۔ لیکن یہ خیال رہے کہ تالی دونوں ہاتھ سے بجتی ہے۔

کراچی۔ ۴ رمئی۔ جنرل نجیب نے عرب ریاستوں کے متحد کرنے کی جو کوشش شروع کی ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کراچی کی آزاد انگریزی اخبار ایوننگ ٹائمز نے اس وقت کی سب سے بڑی ضرورت سے تعبیر کیا ہے۔ عرب اتحاد کے متعلق مختلف اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے اخبار نے لکھا ہے کہ عرب فیڈریشن بنانے کی جنرل نجیب کی کوشش کا ساری دنیا کے مسلمان دلچسپی کے ساتھ جائزہ لے رہے ہیں۔ عرب فیڈریشن سے عالمی مسلم آرگنائزیشن کا مقصد بہت حد تک پورا ہو جائے گا۔ جو تمام اسلامی حکومتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا چاہتی ہے تاکہ عام مسائل کے لئے عام پالیسی مرتب کی جائے۔ موجودہ دور میں جبکہ بلاک بنائے جا رہے ہیں۔ اتحاد پیدا کیا جا رہا ہے۔ اس وقت اس قسم کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن دنیائے اسلام کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جذباتی طور پر اب اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے تعمیری قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ جنرل نجیب کی کوشش اسلامی دنیا کو ایک مرکز پر لانے کی پہلی کوشش ہوگی۔

جموں۔ ۳ رمئی۔ ایوان عام میں کمیونسٹ گروپ کے قائمقام لیڈر پروفیسر ہیرن مکرجی نے آج جموں کے طلباء کی سالانہ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے حکومت کشمیر کو ان انقلابی اقدامات کے لئے مبارکباد پیش کی جو اس نے عوام کی بہبودی کے لئے کئے ہیں۔ انہوں نے زمینداری کو بلا معاوضہ ختم کرنے کے اقدام کو خاص طور پر سراہا۔ "پرجا پریشد" تحریک کو رجعت پسندانہ قرار دیتے ہوئے انہوں نے طلباء سے خصوصاً اور جموں کے عوام سے عموماً اپیل کی کہ وہ اس کی مخالفت کریں۔ کیونکہ اس شورش کا مقصد جموں و کشمیر کے عوام کی ترقی کی راہیں مسدود کرنا ہے۔

نیویارک۔ ۴ رمئی مسٹر آرتھر کلارک چیرمین برٹش انٹر پلینٹری سوسائٹی نے کل ایک مضمون میں پیش گوئی کی کہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۸۰ء تک زمین اور سیاروں کے درمیان آمد و رفت عام ہو جائے گی انہوں نے لکھا کہ آدمی سیاروں کی سیر کرنے کے لئے ایٹمی توانائی سے کام لیا کرے گا۔ زمین سے تین چار ہفتوں میں انسان کے لئے مریخ تک پہنچنا ممکن ہو جائے گا۔

بغداد۔ ۴ رمئی۔ شاہ فیصل کی سالگرہ اور جشن تخت نشینی میں دنیائے عرب کے تمام حصوں سے مندوبین اور سفیر یہاں پر آئے ہوئے لوگ بغداد پہنچے ہیں۔ ان میں شام اور سعودی عرب کے خصوصی وفود نے اس تقریب میں شرکت کی اور ولی عہد امیر سعود بھی جشن میں شامل ہوئے لندن کے عراقی سفیر امیر زید کل بھی اس تقریب میں حصہ لینے کے لئے بغداد آ گئے تھے۔ ہوائی اڈہ پر انہوں نے بادشاہ زبوان کے بھتیجے اور امیر عبداللہ سے ملاقات کی۔ مراقش کی نمائندگی وہاں کی یونٹی اینڈ انڈیپنڈنس پارٹی کے لیڈر محمد المکی الناصری نے کی۔ اور ٹیونس کی نیو ڈسٹورین پارٹی کی نمائندگی لیڈر علی البلہوان نے کی۔

کراچی۔ ۳ رمئی باوثوق حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان میں درپیش غذائی قلت کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ فوجوں کو زراعتی کاموں کے لئے استعمال کیا جائے۔ اس سلسلہ میں ایک وسیع منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔